Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 61

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 3-4

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
40 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 45 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

24 صفر 2 ربیع اوّل 1433 ہجری قمری - 19/26 صلح 1391 ہش - 19/26 جنوری 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین ۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

ہندوستان کے انصاف پسند طبقہ سے میں کہتا ہوں کہ اگر سیاسی نفع کی وجہ سے کسی بھی اقلیت کو نقصان پہنچایا تو یہ ملک بھی بدامنی کا شکار ہوگا اور سوائے بدامنی اور اخلاقی گراوٹ کے کچھ نہ ملے گا اگر ملک کی ترقی کرنا چاہتے ہو تو ہر قسم کی شدت پسندی کا خاتمہ کرو

خلاصہ اختتامی خطاب سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، بر موقع جلسہ سالانہ قادیان بتاریخ 28 دسمبر 2011

جلسہ سالانہ قادیان 2011 کے تیسرے اور آخری روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شاملین جلسہ سالانہ قادیان کو بذریعہ مسلم ٹیلیویژن احمدیہ انٹرنیشنل براہ راست خطاب فرمایا۔ اس سلسلہ میں لندن میں بھی ایک جلسہ منعقد ہوا جس کا آغاز تلاوت قرآن مجید اور فارسی و اردو منظوم کلام حضرت مسیح موعودؑ سے ہوا۔

حضور انور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا آج اللہ کے فضل سے جلسہ سالانہ قادیان اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ سارا سال جلسہ سالانہ کا انتظار رہتا ہے اور اس کی تیاریاں ہوتی ہیں پھر اس کے بعد جلسہ آتا ہے اور تین دن پلک جھپکتے گذر جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہماری روحانی ترقی کیلئے جو فیوض جاری فرمائے ہیں اُن میں سے ایک جلسہ سالانہ ہے۔ یہ جلسہ دنیاوی جلسوں سے مختلف جلسہ ہے اس میں لوگ سیاست دانوں کی فضولیات سننے کیلئے جمع نہیں ہوتے بلکہ خالصتاً دینی اور روحانی باتیں سننے کیلئے جمع ہوتے ہیں تا کہ تعلق باللہ اور محبت الٰہی میں ترقی ہو۔ قرآن مجید کی تعلیم کو سیکھنے کیلئے جمع ہوتے ہیں تا کہ اپنی زندگیوں میں اس پر عمل کر سکیں۔ ہمارے ان جلسوں کا مقصد حصول تقویٰ ہوتا ہے۔ جس کے قیام کیلئے اس زمانہ میں حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ تقویٰ کے حصول کیلئے سارا سال اس جلسہ کا انتظار رہتا ہے پس کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو دنیاداری کے دور میں اس مقدس پاک بستی میں جمع ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام شاملین کو جلسہ کی برکات جھولیاں بھر بھر کر ساتھ لے جانے کی توفیق دے۔ پاکستان کے احمدیوں کو اس جلسہ کا خصوصی انتظار رہتا ہے اور باری باری جانے سے ایک حد تک پاکستان میں جلسہ نہ ہونے کی وجہ سے محرومی کا جو احساس ہے اس میں کمی آتی ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ پاکستانی احمدیوں نے اپنے دن دُعاؤں میں گذارے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دُعاؤں کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا میں شاملین جلسہ سے کہنا چاہتا ہوں کہ جو پاک تبدیلیاں انہوں نے اپنے اندر پیدا کی ہیں ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ جب تک یہ عارضی تبدیلیاں مستقل زندگی کا حصہ نہیں بنیں گی تب تک ہم امن میں نہیں ہیں۔ آج دنیا میں ہر طرف فساد برپا ہے۔ آج ان فسادوں سے ہم نے اس لئے بچنے کی کوشش کرنی ہے کہ دین کو ہم نے ہر قسم کے فسادوں سے بچانا ہے۔ ہم نے اس زمانہ کے امام کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ عہد کیا ہے کہ ہم بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائیں گے۔ اگر ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نے زمانے کے امام کی بیعت کی ہے اور ہم اس امام کی بیعت کو سمجھنے والے ہیں جو آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق مبعوث ہوا ہے تو ہمیں اپنے قول و فعل میں تقویٰ پیدا کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت دل میں پیدا کرنی ہوگی آج احمدی ہی تقویٰ کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے کیونکہ ہمیں ہی حقیقی اسلام کی سمجھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے ملی ہے پس تقویٰ جو دنیا سے مفقود ہے اسے دنیا میں قائم کرنا جماعت احمدیہ کا ہی کام ہے۔ ہم احمدی کس قدر خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حبل اللہ کے سارے سامان عطا فرما دیئے ہیں اور حبل اللہ سے وابستہ ہو کر ہی بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب پاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا قرآن مجید، نبوت اور خلافت حبل اللہ کے مفہوم کو پورا کرتی ہے اور آج اُمت مسلمہ کی اکثریت حبل اللہ کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے سے محروم ہے۔ اس حبل اللہ کا صحیح حق ادا کرنے والا بننے کیلئے ہمیں اس حبل اللہ سے تمام مسلمانوں کو جوڑنے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔ عشق محمدیؐ کا دعویٰ ہمارا غلط ہوگا اگر ہم آنحضرتؐ کی طرف منسوب ہونے والے لوگوں کو اُمت واحدہ بنانے کی کوشش نہ کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ مسلمانوں کو دین واحد پر جمع کرو۔ دین واحد پر جمع کرنے کا کام آج مسیح محمدی کے ماننے والوں کا فرض بھی ہے۔ پاکستان کے احمدی اگر ملکی قانون کی وجہ سے تبلیغ نہیں کر سکتے تو دعاؤں کے پانی سے مدد مانگیں جب ہر احمدی کی دعائیں اجتماعی رنگ میں اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچیں گی تو انشاء اللہ ان سخت دلوں کے دل نرم ہوں گے۔ روحانی نابیناؤں کی آنکھوں میں روشنی آئے گی پس ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ آج ہر طرف حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حق تلفی ہو رہی ہے۔ انصاف اور امن خطرہ میں نظر آتے ہیں۔ اور دنیا میں لادینی حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اس میں افراد بھی شامل ہیں اور حکومتیں بھی شامل ہیں۔ آج دنیا میں ہر جگہ فساد اسی وجہ سے ہے۔ پس ہم نے مسلمانوں کی ہدایت کی طرف رہنمائی کرنی ہے۔ جو فرقہ بازی کر رہے ہیں اکثر ممالک کو حکومت کے فیصلوں نے فسادات کی وجہ بنا لیا ہے ایسے حالات میں امید گاہ ہے جو مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لئے محبت اور بھائی چارے کی امید گاہ ہے یہ امید گاہ اسی طرح جاری ہے جیسے چودہ سو سال قبل آنحضرت ﷺ کے ذریعہ جاری ہوئی آپ نے میثاق مدینہ کے ذریعہ عالمی صلح کی بنیاد رکھی اور قیام امن کیلئے معاشرے میں بنیادی اصول قائم فرمائے۔ کیا آج مسلم ممالک میں یہ باتیں نظر آتی ہیں کہاں تو غیر مسلموں کی جانی و مالی حفاظت کی صلاح کی گئی اور کہاں آج مسلم کہلانے والوں کے ساتھ بُرا سلوک کیا جا رہا ہے۔ ماننے والے تو رسول کریمؐ کے ہیں جس نے اپنے ماننے والے کو فرمایا کہ کلمہ گو کی سرزنش کیوں کی گئی لیکن اس کے برعکس ہمارے یہ نام نہاد علماء عالم الغیب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں کہ احمدی کلمہ دل سے نہیں پڑھتے جو چاہے ظلم ناموس رسالت کے نام پر کر رہے ہیں انہیں خدا کی بے آواز لاٹھی سے ڈرنا چاہیئے جو ظلموں کی انتہا پر جب پڑتی ہے تو پھر کسی کو نہیں چھوڑتی ۔

حضور انور نے فرمایا ہندوستان جو سیکولر ملک ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے یہاں بھی مسلمانوں نے وہی طریق اختیار کئے ہیں مظاہرے کر رہے ہیں کہ احمدیوں کی قرآن نمائش بند کرو۔ احمدیوں کو خدائے واحد کی عبادت سے روکو۔ فرمایا ان کے نعروں سے احمدیت کا کچھ نہیں بگڑ سکتا۔ احمدی خدائے واحد کی عبادت سے کبھی نہیں رک سکتے نہ محسن انسانیت کی محبت سے رک سکتے ہیں کئی جابر حکومتیں آئیں مگر احمدیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کی طرف رواں دواں ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ انشاء اللہ۔

ہندوستان کے انصاف پسند طبقہ سے میں کہتا ہوں کہ اگر سیاسی نفع کی وجہ سے کسی بھی اقلیت کو نقصان پہنچایا تو یہ ملک بھی بدامنی کا شکار ہوگا اور سوائے بدامنی اور اخلاقی گراوٹ کے کچھ نہ ملے گا اگر ملک کی ترقی کرنا چاہتے ہو تو ہر قسم کی شدت پسندی کا خاتمہ کرو آج اسلام ہی دنیا میں قیام امن کا ضامن ہے۔ اسلام نے مذہب کے طور پر کبھی بھی جبر نہیں کیا۔ آنحضرتؐ اور خلفا کا اُسوہ حسنہ سامنے ہے۔ آنحضرتؐ جیسی انسان کی

(باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

صداقت حضرت مسیح موعودؑ کا عظیم الشان نشان
جلسہ سالانہ قادیان

امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے تقویٰ کے حصول کے لئے ہماری فلاح و بہبود کے لئے جن ذرائع کو بیان فرمایا ہے اُن میں سے ایک ذریعہ ’’جلسہ سالانہ‘‘ بھی ہے۔ آپ نے جلسہ سالانہ کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کیلئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں‘‘۔

(بحوالہ اشتہار 7 دسمبر 1892ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کی جو غرض وغایت بیان فرمائی ہے اس میں بنیادی اہمیت کے حامل دو الفاظ ہیں ’’خالص تائید حق‘‘ اور ’’اعلائے کلمہ اسلام‘‘۔ اولین جلسہ سالانہ دسمبر 1891ء سے لیکر 2011ء کے جلسہ سالانہ تک ہمیں ان دو الفاظ کی صداقت اور سچائی ہر سال رواں دواں نظر آتی ہے۔ 120 سال کے جلسہ سالانہ کی تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ ہر جلسہ پہلے جلسہ سے بڑھ کر ایک نئی شان اور رونقیں اپنے ساتھ لیکر جلوہ گر ہوا ہے۔ کہاں 75 افراد پر مشتمل پہلا جلسہ سالانہ اور کہاں اب دنیا کے ایک دو نہیں بلکہ بیسیوں ممالک میں ہزاروں شاملین کی شرکت کے عظیم الشان جلسہ ہائے سالانہ۔

جلسہ سالانہ کے ساتھ خاص تائید حق کے نظارے نظر آتے ہیں۔ اس بار 26 تا 28 دسمبر کو جلسہ سالانہ قادیان اپنی پوری آب وتاب اور شان وشوکت سے منعقد ہوا۔ ایک دو نہیں بلکہ 33 ممالک سے 17 ہزار سے زائد فرزندانِ توحید خدائے باری تعالیٰ کی وحدانیت کے ترانے گانے اور اپنے ایمان وایقان میں جلا دینے کیلئے قادیان کی مقدس سرزمین میں حاضر ہوئے۔ الحمد للہ کہ جلسہ کے تینوں دن ہی دھوپ کھلی رہی باوجود اس کے کہ پنجاب میں دسمبر کا مہینہ سرد ترین مہینوں میں گنا جاتا ہے مگر جلسہ کے تینوں دن موسم نسبتاً گرم رہا اور کھلے میدان میں ہزاروں افراد خدائے تعالیٰ کے حضور بے روک ٹوک شکر کے سجدات بجالاتے رہے۔ جلسہ کے معاً بعد پہاڑوں پر ہونے والی برفباری نے پورے شمالی ہند کو کہرے اور ٹھنڈ کی چادر میں لپیٹ لیا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ صرف اور صرف جلسہ سالانہ کے دنوں کیلئے خاص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس شدید سردلہر کو روک رکھا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر کیا جائے وہ کم ہے۔

جلسہ سالانہ میں تشریف لانے والے مہمانوں کا جوش وخروش اور جذبہ ایمان قابل دید تھا۔ مسجدیں اذان سے قبل ہی پُر ہو جاتی تھیں۔ مساجد فرض نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ بھی نوافل پڑھنے والوں کی کثرت سے پُر رہتی تھیں اور یہ حالات ایک دو مساجد میں نہ تھے بلکہ کم وبیش ہر مسجد کا یہی حال تھا۔ الحمد للہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت امسال بھی جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس میں ایم ٹی اے کے ذریعہ سے شرکت فرما کر اور بصیرت افروز خطاب ارشاد فرما کر جلسہ کے حاضرین اور تمام دنیا کے احمدیوں کو ایمانی تازگی بخشی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں شاملین جلسہ کو تقویٰ کے حصول کی طرف ترغیب دلائی۔ شاملین جلسہ کا حضور انور کے خطاب کے بعد کا جوش دیکھتے بنتا تھا۔ ہزاروں سامعین ’’نعرہ تکبیر اللہ اکبر‘‘ پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، غلام احمد کی جے،‘‘ کے فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے۔ الحمد للہ کہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے جلسہ سالانہ کی بہترین کوریج دی۔ بھارت کے 13 صوبوں میں اخبارات نے اور کئی چینلز نے جلسہ کے پروگراموں کو ریکارڈ کیا۔ مختصر یہ کہ جلسہ سالانہ قادیان 2011ء خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت سے بخیر وعافیت منعقد ہوا اور تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام کا ایک زندہ نشان ہماری زندگیوں میں نقش کر گیا۔

یہ تصویر کا ایک رُخ تھا۔ اس کے مقابل پر مخالفین احمدیت نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ کسی طرح جلسہ سالانہ قادیان کو ناکام کریں۔ اپنی بساط میں انہوں نے جگہ جگہ مسجدوں میں مخالفانہ خطبات دیئے ہفتہ تحفظ ختم نبوت منانے کے اعلانات کئے مگر نتیجہ صفر کے علاوہ کچھ نہ نکلا۔ مخالفین احمدیت نے اپنی جھوٹی شان اور کارگزاری ظاہر کرنے کیلئے حقائق کے برخلاف جھوٹ پر مبنی اعلانات اور پریس ریلیز شائع کئے۔ نام نہاد نقارے بجائے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے اُردو اخبارات میں جھوٹی خبریں شائع کیں اور اُن میں سے اکثر نے سستی شہرت حاصل کرنے کیلئے ان جھوٹی خبروں کو شائع کیا۔ مثلاً اخبار ہمارا سماج 30 دسمبر 2011 نے شہہ سُرخی لگائی ’’قادیانیوں کا سالانہ سمیلن ناکام۔ خالی کرسیاں اور ویران پنڈال دیکھ کر مرتدوں پر بوکھلاہٹ طاری‘‘، خبر جدید دہلی 30 دسمبر نے لکھا کہ ’’قادیانیوں کا سالانہ سمیلن ناکام۔ مرتدوں پر بوکھلاہٹ طاری‘‘ وغیرہ وغیرہ۔

ان سراسر حقائق کے خلاف اور جھوٹ پر مبنی خبروں کی تردید کرنا بھی ہم مناسب خیال نہیں کرتے لیکن اپنے قارئین کو سچی بات پہنچانا ضروری سمجھتے ہیں۔ ان نام نہاد علماء اور خود ساختہ شاہی اماموں کا تو شیوہ اور پیشہ ہی جھوٹ بولنا اور جھوٹ کا سہارا لیکر اپنی روزی روٹی چلانا ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو ان نام نہاد علماء کے جدامجد مزعومہ فخر الفقہاء۔ ’’خاتم الاولیاء‘‘ مولانا رشید احمد گنگوہی کے جھوٹ کے بارے میں اس فتویٰ کو ملاحظہ کریں۔

’’احیائے حق کے واسطے کذب درست ہے مگر تا امکان تعریض سے کام لیوے اگر ناچار ہو تو کذب صریح بولے‘‘ (بحوالہ فتاوی رشیدیہ کامل صفحہ 545 مطبوعہ سہارنپور، یوپی)

اس فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے نام نہاد شاہی اماموں اور علما نے جھوٹ پر جھوٹ بولے اور عوام کو حقائق سے دور رکھا ہے۔ ہم اپنے قارئین پر اخبارات کے بے شمار تراشوں سے یہ امر ثابت کر سکتے ہیں کہ جلسہ سالانہ قادیان کامیاب وکامران ہوا یا ان مولویوں کی غلط بیانی کے مطابق نعوذ باللہ ناکام ونامراد۔ بے شمار حوالوں میں سے صرف ایک حوالہ پیش خدمت ہے جو ایک ہندو رپورٹر Sandeep Sahdev کی قلم سے نکلا ہے۔ اخبار ڈیلی پوسٹ دہلی (انگریزی زبان میں) اپنے کالم photoessay (سنڈے ایڈیشن) مورخہ یکم جنوری 2012ء میں لکھتا ہے۔

"The 120th Jalsa Salana Qadian, a conference of Ahmadiyya Muslim which witnessed the participation of more than 25,000 people from countries across the globe in a town with a population of 20,000, brught alive not just an oasis for the faithful but also a sense of belonging to those who have never been 'Lucky' to have ... faith."

Page12.

اخبار مذکورہ کی گواہی بتا رہی ہے کہ جلسہ سالانہ قادیان میں شرکا کی کیفیت کیا تھی اور اس میں اخبار مذکور کے مطابق 25000 سے زائد شرکا شریک ہوئے۔ معاندین احمدیت کی مخالفت جلسہ سالانہ قادیان میں شرکاء کے حوصلوں کو بڑھانے کا باعث بنی اور شاملین نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ جلسہ سالانہ قادیان امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود کی صداقت کا ایک زندہ وتابندہ نشان ہے۔

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

جلسہ سالانہ قادیان کے بعد

بھر بھر کے جھولیاں سبھی برکات لے چلے
اے قادیان! ہم تیری سوغات لے چلے

بیٹھے ہوئے منارۂ مہدی کے سامنے
تاروں کے پار بڑھنے کے جذبات لے چلے

دلہن بنا کے یاد کو دارالمسیح کی
ہم دل میں آرزوؤں کی بارات لے چلے

قدغن کے باوجود یہ دیوانے آگئے
اللہ کے معجزات کی بہتات لے چلے

اب تو خیال وخواب میں پت جھڑ نہ آئے گا
باغِ مسیح اُترے ہیں ثمرات لے چلے

دین محمدیؐ کا ہے پرچار یُوں کیا
ہندو، برہمن بھی ہیں اثرات لے چلے

دُشمن ہمارے شوقِ عبادت کو دیکھ کر
ناکامی، نامرادی کے خدشات لے چلے

اُن کی نگاہِ ناز پہ افسوس کیجئے
سورج چڑھا ہے پھر بھی جو ظلمات لے چلے

اللہ کا یہ فراز! کرم ہے کہ ہر طرف
فتح و ظفر ہمیں کو ہے وہ مات لے چلے

(اطہر حفیظ فراز۔ ربوہ، پاکستان)

ارشاد نبویؐ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

خطبہ جمعہ

ہر چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف ہمیشہ جھکے رہنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے جو جماعت قائم فرمائی اور اُس کو یہ اعزاز بخشا کہ وہ پہلوں کے ساتھ ملادی گئی یہ کوئی معمولی اعزاز نہیں ہے، یہ کوئی معمولی جماعت نہیں ہے۔

اگر ہم نے آپ کی حقیقی جماعت میں سے ہونے کا حقدار کہلانا ہے تو ہمیں اپنی حالتوں کی طرف ہر لحہ اور ہر آن نظر رکھنی ہوگی۔

تم اپنے نمونے قائم کرو تا کہ دنیا سمجھے کہ یہ سلسلہ قائم ہوا ہے جو خدا تعالیٰ سے خاص تعلق جوڑنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دو ہی اہم حکم ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ ان میں راستبازی اور سچائی ہونی چاہئے۔

آج کے دور میں جبکہ جماعت کے خلاف مخالفت بھی شدت کو پہنچی ہوئی ہے ہمیں ہر سطح پر اپنی ذاتی خواہشوں اور اناؤں کو پسِ پشت ڈال کر ایک ہونے کی اعلیٰ ترین مثال قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 28/اکتوبر 2011ء بمطابق 28/اخاء 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے جو جماعت قائم فرمائی اور اُس کو یہ اعزاز بخشا کہ وہ پہلوں کے ساتھ ملادی گئی یہ کوئی معمولی اعزاز نہیں ہے، یہ کوئی معمولی جماعت نہیں ہے۔ ہزاروں لاکھوں نیک فطرت مسلمان اس زمانے کے پانے کی خواہش میں اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت سے منسوب کرتا ہے اُن باتوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے جن پر پہلوں نے عمل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیعت کا تعلق جوڑا۔ آپ کی امت میں شامل ہوئے اور آپؐ کی تربیت کے زیرِ اثر اللہ تعالیٰ سے ایسا پختہ تعلق جوڑا کہ ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ (البقرۃ:208) جو اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بیچ ڈالتے ہیں۔ پس انہوں نے خدا کی رضا کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کی۔ اپنی جان کو بھی مشکل میں ڈالا اور اُس کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ اُن کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہوتا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ بھی اُنہیں بے انتہا نوازتا رہا۔ صحابہ کرام قرآنِ کریم کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے بلکہ اُنہیں اس حد تک اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا شوق تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے تھے کہ کس طرح نیکیاں کریں۔ بعض اس حد تک سوال پوچھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں روک دیا کہ شریعت نازل ہو رہی ہے تم سوال نہ کرو۔ کیونکہ اگر بعض تمہارے سوالات پر تمہیں احکامات مل جائیں تو تمہیں مشکل میں ڈال سکتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ رَؤُوْفٌ بِالْعِبَادِ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ اپنی خاص رحمت کی نظر رکھتا ہے جو بندے کو تکلیف سے بچاتی ہے، اُس بندے کو جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر تکلیف کو اُٹھانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے، اُس کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اُس پر خاص شفقت فرماتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق جوڑنے والے بھی اپنے ماحول میں خدا تعالیٰ کی صفات کے پرتَو بنتے ہیں۔ اُن تمام احکامات کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے بھی شفقت کا سلوک کرتے ہیں۔ اُن کے حق ادا کرتے ہیں۔

پس یہ وہ حقیقی اسلام ہے جو بندے کا خدا سے تعلق جوڑ کر پھر حقوق العباد کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے۔ اور یہی حقیقی اسلام صحابہ نے پایا اور سیکھا اور عمل کر کے دکھایا اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہمیں سکھانے آئے ہیں، ہمیں بتانے آئے ہیں، ہمیں اُن راستوں پر چلانے آئے ہیں۔ پس اس کے لئے ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اس وقت اس سلسلے میں مَیں آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے چند اقتباسات پیش کروں گا جو ہمیں اپنے جائزوں کی طرف، اپنی حالتوں کی طرف توجہ دلانے والے ہیں۔ سب سے پہلے تو میں نے جو اقتباس لیا ہے اس میں آپ نے اس زمانے کا نقشہ کھینچا ہے اور پھر بتایا کہ جماعت کو کیسا ہونا چاہئے؟

آپؑ عام علماء کے بارے میں جو اس زمانے کے علماء ہیں جنہوں نے آپ کو نہیں مانا فرماتے ہیں کہ:

''مَیں دیکھتا ہوں کہ اس وقت قریباً علماء کی یہی حالت ہو رہی ہے لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْن (الصف:03)'' (قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ علماء کی آجکل یہی حالت ہے کہ تم وہ کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں فرمایا کہ یہ اس) کے مصداق اکثر پائے جاتے ہیں اور قرآنِ شریف پر بگفتن ایمان رہ گیا ہے ورنہ قرآن شریف کی حکومت سے لوگ بکلّی نکلے ہوئے ہیں۔ احادیث سے پایا جاتا ہے کہ ایک وقت ایسا آنے والا تھا کہ قرآنِ شریف آسمان پر اُٹھ جائے گا۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ وہی وقت آ گیا ہے۔ حقیقی طہارت اور تقویٰ جو قرآن شریف پر عمل کرنے سے پیدا ہوتا ہے آج کہاں ہے؟ اگر ایسی حالت نہ ہوگئی ہوتی تو خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو کیوں قائم کرتا۔ ہمارے مخالف اس بات کو نہیں سمجھ سکتے لیکن وہ دیکھ لیں گے کہ آخر ہماری سچائی روزِ روشن کی طرح کھل جائے گی''۔ فرماتے ہیں'' خدا تعالیٰ خود ایک ایسی جماعت تیار کر رہا ہے جو قرآنِ شریف کی ماننے والی ہوگی''۔ (اب یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آپ نے جماعت پر ڈالی ہے۔ آپ نے توقع رکھی ہے کہ قرآنِ کریم کی ماننے والی ہوگی۔ قرآنِ کریم کو ماننا صرف ایک کتاب کو ماننا نہیں بلکہ اُس کے احکامات پر عمل کرنا ہے) فرمایا:'' ہر ایک قسم کی ملونی اس میں سے نکال دی جائے گی'' (ہمیں اپنے یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے تا کہ ہر ایک قسم کی ملونی جو دنیاوی ملونی ہے اس میں سے نکال دی جائے۔)'' اور ایک خالص گروہ پیدا کیا جاوے گا اور وہ یہی جماعت ہے۔ اس لیے مَیں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کے احکام کے پورے پابند ہو جاؤ اور اپنی زندگیوں میں ایسی تبدیلی کرو جو صحابہ کرامؓ نے کی تھی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی تمہیں دیکھ کر ٹھوکر کھاوے''۔ (ہر احمدی کو نمونہ ہونا چاہئے)

فرمایا:'' ہاں مَیں یہ بھی کہتا ہوں کہ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ افتراء اور کذب کے سلسلہ سے الگ ہو جاوے۔ پس تم دیکھو اور منہاجِ نبوت پر اس سلسلہ کو دیکھو''۔ (جو سلسلہ نبوت کے طریق پر چل رہا ہے۔ جو نبوت چلانا چاہتی ہے اُس پر چلو)'' یہ مَیں جانتا ہوں کہ جب خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے اور زمین پر بارش ہوتی ہے تو جہاں مفید اور نفع رساں بوٹیاں اور پودے پیدا ہوتے ہیں اُس کے ساتھ ہی زہریلی بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں''۔ (اس بارے میں آپ نے بتایا کہ کچھ لوگ ایسے بھی پیدا ہوں گے جو غلط قسم کے دعوے کرنے والے ہوں گے۔ بہرحال پھر آپ فرماتے ہیں)'' پس ہر شخص کا فرض ہے کہ اس وقت خدا تعالیٰ سے کشودِ کار کے لیے دعا کرے'' (کہ جو کام ہیں وہ پورے ہوں۔ جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آئے ہیں وہ پورے ہوں)'' اور دعاؤں میں لگا رہے۔ ہمارے سلسلہ کی بنیاد نصوصِ قرآنیہ اور حدیثیہ پر ہے۔ پھر اس سلسلہ کی تائید اور

تصدیق کے لیے اللہ تعالیٰ نے آیاتِ ارضیہ اور سماویہ کی ایک خاتَم ہم کو دی ہے"۔(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سچائی کے جو زمینی اور آسمانی نشانات ہیں وہ دیئے ہیں اور ایک ایسی مہر دی ہے جو تمام لوگوں پر آپ کی صداقت کی حجت ہے)فرمایا" یہ بخوبی یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اسے ایک مہر دی جاتی ہے اور وہ مہر محمدی مہر ہے جس کو ناعاقبت اندیش مخالفوں نے نہیں سمجھا"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 467-468۔ایڈیشن 2003ء)

اب اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی آئے گا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں آئے گا اور وہ آپ کی ہی مہر ہے جس کے تحت وہ کام کرے گا لیکن لوگ نہیں سمجھتے۔لیکن فرمایا تم اپنے نمونے قائم کرو تا کہ دنیا سمجھے کہ یہ سلسلہ قائم ہوا ہے جو خدا تعالیٰ سے خاص تعلق جوڑنے والا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

"اے میری جماعت! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفرِ آخرت کے لئے ایسا طیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب طیار کئے گئے تھے۔خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے۔لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہمّ وغم دنیا کے لئے ہے۔ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی"۔(تذکرۃ الشہادتین۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 63)

پھر ہماری اصلاح اور استقامت کے لئے صحیح طریق بتاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"پس میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے۔نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی"۔(اس قسم کے تکبر جو ہیں یہ عموماً انسانوں میں پائے جاتے ہیں۔کسی کو علم کا فخر ہے۔کسی کو اپنے خاندان کا،کسی کو مال کا۔فرمایا کسی قسم کا تکبر نہ کرے)"جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جبتک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے۔اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے۔مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے۔اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دور کر دے"۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 213۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس ہر قسم کی جو عنایات ہیں اللہ تعالیٰ کی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہیں۔اللہ تعالیٰ چاہے تو قائم رکھتا ہے، چاہے تو ختم کر دیتا ہے تو پھر تکبر کس بات کا؟ نہ کسی کو اپنے تقویٰ پر زعم ہونا چاہئے، نہ اپنی ایمانی حالت پر، نہ اپنی عبادتوں اور دعاؤں پر زعم ہو، نہ اپنی پاکیزگی پر زعم ہو،اسی طرح جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے نہ ہی دنیاوی معاملات میں۔ہر چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف ہمیشہ جھکے رہنا چاہئے۔

فرمایا:"پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشیئ محض سمجھے"(یعنی اس کے نفس کی کوئی ہستی ہی نہیں ہے،کوئی حیثیت ہی نہیں ہے)"اور آستانۂ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔اور اس نورِ معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لیے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے"(دل کھل جائے۔دعاؤں کی قبولیت کا، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے کھلنے کا شرح صدر حاصل ہو جائے)"تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اَور بھی ترقی ہو"۔ (جب اللہ تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھلیں اور اس کو احساس ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل مجھ پر نازل ہو رہے ہیں تو مزید عاجزی پیدا ہو)"کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشیئ سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبر ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے۔پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اُسے حقیر سمجھتا ہے"۔(جب تکبر پیدا ہو جائے تو دوسرے کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتا)۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 213۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس جیسا کہ مَیں نے کہا ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بتائے ہوئے اس عمدہ طریق پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

"اے سعادتمند لوگو! تم زور کے ساتھ اُس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو۔نہ آسمان میں سے، نہ زمین میں سے۔خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں۔سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصّوں سے الگ ہو جاؤ"(یہ کینے اور غصے بھی انسان کو کھا جاتے ہیں۔اُس کے اخلاق تباہ و برباد کر دیتے ہیں)فرمایا:"کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔انسان کے نفسِ امّارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے"۔(تکبر سب سے بڑا گند اور گناہ ہے۔)"اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو۔جبکہ تم اُنہیں بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو"۔(اب ہمارے علماء بھی ہیں، ہمارے داعیان بھی ہیں، اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں، بڑی بڑی خدمات کر رہے ہیں لیکن بعض دفعہ ایسے معاملات آتے ہیں جو جب ذاتیات پر آتے ہیں تو پھر بھول جاتے ہیں ۔پھر بعض دفعہ تکبر سامنے آجاتا ہے۔اپنی اَنائیں سامنے آجاتی ہیں۔فرمایا کہ تم جو بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو)"سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چند روزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو"(جب اپنے معاملات آجائیں تو پھر وہاں خیر خواہی نہ ہو بلکہ بدخواہی سامنے آجائے)"خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجالاؤ کہ تم اُن سے پوچھے جاؤ گے"(اللہ تعالیٰ نے جو فرائض عائد کئے ہیں اُن کے بارے میں پوچھا جائے گا۔اس کے لئے دل میں ایک خوف پیدا کرو۔)فرمایا:"نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے کیونکہ انسان کمزور ہے۔ہر ایک بدی جو دُور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دُور ہوتی ہے اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دُور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانے پر گر جائیں اور خدا اور اُس کے احکام ہر ایک پہلو کے رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں"۔

(تذکرۃ الشہادتین۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 63)

آج کل ہر احمدی کو تو خاص طور پر یہ حالت اپنے اوپر طاری کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہم زیادہ سے زیادہ سمیٹنے والے بنیں۔فرمایا:

"اے میری عزیز جماعت! یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ"۔(یہ بہت اہم بات ہے۔سچائی کو اختیار کرو۔سچائی اللہ تعالیٰ کے تعلق میں ہے۔عبادات میں خالص ہو کر عبادات کرنا ہے۔حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔اللہ تعالیٰ کے دو ہی اہم حکم ہیں،حقوق اللہ اور حقوق العباد،ان میں راستبازی اور سچائی ہونی چاہئے۔جماعتی خدمات ہیں،آپس کے تعلقات ہیں،ان میں راستبازی اور سچائی ہونی چاہئے۔)

پھر فرمایا:"قرآنِ کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو۔اور حدیثوں کو بھی ردّی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں اور بڑی محنت سے اُن کا ذخیرہ طیار ہوا ہے۔لیکن جب قرآن کے قصوں سے حدیث کا کوئی قصہ مخالف ہو تو ایسی حدیث کو چھوڑ دو تا گمراہی میں نہ پڑو۔قرآنِ شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے سو تم اس پاک کلام کی قدر کرو۔اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راست بازی اسی پر موقوف ہے"۔(سچائی اور سچائی پر چلنا،عمل کرنا قرآن شریف کی تعلیم پر ہی موقوف ہے)"کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اُسی حد تک مؤثر ہوتی ہیں جس حد تک اُس شخص کی معرفت اور تقویٰ پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے"۔ (تذکرۃ الشہادتین۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 64)

پس معرفت اور تقویٰ جب بڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری باتوں کا اثر بھی ہوگا۔پھر اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

"یقیناً سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ پیارے نہیں ہیں جن کی پوشاکیں عمدہ ہوں اور وہ بڑے دولتمند اور خوش خور ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ پیارے ہیں جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں اور خالص خدا ہی کے لیے ہو جاتے ہیں۔پس تم اس امر کی طرف توجہ کرو، نہ پہلے امر کی طرف"۔(یعنی دنیا کی طرف نہ پڑو بلکہ دین کو دنیا پر مقدم کرو۔آپ کے اپنے وقت میں جو جماعت کی حالت تھی اس کا ذکر فرما رہے ہیں حالانکہ اُس وقت لوگوں میں بڑی پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی تھیں۔لیکن آپ فرماتے ہیں کہ)"اگر مَیں جماعت کی موجودہ حالت پر ہی نظر کروں تو مجھے بہت غم ہوتا ہے کہ ابھی بہت ہی کمزور حالت ہے اور بہت سے مراحل باقی ہیں جو اس نے طے کرنے ہیں۔لیکن جب اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر نظر کرتا ہوں جو اس نے مجھ سے کئے ہیں تو میرا غم امید سے بدل جاتا ہے۔منجملہ اس کے وعدوں کے ایک یہ بھی ہے جو فرمایا: وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ" (اور اُن لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی ہے اُن لوگوں پر جنہوں نے انکار کیا ہے قیامت کے دن تک بالا دست کرنے والا ہوں۔اگر اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو یہ فکر تھی اور آپ نے اپنے ماننے والوں کو توجہ دلائی تو اب ایک زمانہ گزرنے کے بعد تو ہمیں اور بھی زیادہ اس کی فکر ہونی چاہئے کہ جوں جوں ہم دور جا رہے ہیں ہماری حالتیں کہیں بگڑتی نہ جائیں۔پس بہت غور کرنے کی ضرورت ہے، بہت زیادہ جائزے لینے کی ضرورت ہے۔فرمایا)"یہ تو سچ ہے کہ وہ میرے متبعین کو میرے منکروں اور میرے مخالفوں پر غلبہ دے گا۔لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ متبعین میں سے ہر شخص محض میرے

ہاتھ پر بیعت کرنے سے داخل نہیں ہوسکتا۔ جب تک اپنے اندروہ اتباع کی پوری کیفیت پیدا نہیں کرتا متبعین میں داخل نہیں ہوسکتا۔ پوری پوری پیروی جب تک نہیں کرتا ایسی پیروی کہ گویا اطاعت میں فنا ہوجاوے اور نقشِ قدم پر چلے، اس وقت تک اِتّباع کا لفظ صادق نہیں آتا"۔ (فرمایا): "اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسی جماعت میرے لیے مقدر کی ہے جو میری اطاعت میں فنا ہو اور پورے طور پر میری اتباع کرنے والی ہو۔ اس سے مجھے تسلی ملتی ہے اور میرا غم امید سے بدل جاتا ہے"۔

فرماتے ہیں: "بہر حال خدا تعالیٰ کے وعدوں پر میری نظر ہے اور وہ خدا ہی ہے جو میری تسکین اور تسلی کا باعث ہے۔ ایسی حالت میں کہ جماعت کمزور اور بہت کچھ تربیت کی محتاج ہے یہ ضروری امر ہے کہ مَیں تمہیں توجہ دلاؤں کہ تم خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرو اور اسی کو مقدم کرلو اور اپنے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک جماعت کو ایک نمونہ سمجھو۔ ان کے نقش قدم پر چلو"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 596-597۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آپ نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے بارے میں فرمایا کہ:

"یادرکھو اب جس کا اصول دنیا ہے اور پھر وہ اس جماعت میں شامل ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ اس جماعت میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی اس جماعت میں داخل اور شامل ہے جو دنیا سے دست بردار ہے۔ یہ کوئی مت خیال کرے کہ میں ایسے خیال سے تباہ ہوجاؤں گا۔ یہ خدا شناسی کی راہ سے دور لے جانے والا خیال ہے۔ خدا تعالیٰ کبھی اس شخص کو جو محض اسی کا ہوجاتا ہے ضائع نہیں کرتا بلکہ وہ خود اس کا متکفّل ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کریم ہے جو شخص اس کی راہ میں کچھ کھوتا ہے وہی کچھ پاتا ہے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کو پیار کرتا ہے اور انہیں کی اولاد بابرکت ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کے حکموں کی تعمیل کرتا ہے۔ اور یہ کبھی نہیں ہوا اور نہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ کا سچا فرماں بردار ہو وہ یا اس کی اولاد تباہ و برباد ہوجاوے۔ دنیا ان لوگوں ہی کی برباد ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کو چھوڑتے ہیں اور دنیا پر جھکتے ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہر امر کی طناب اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے بغیر کوئی مقدمہ فتح نہیں ہوسکتا۔ کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی اور کسی قسم کی آسائش اور راحت میسر نہیں آسکتی۔ دولت ہوسکتی ہے مگر یہ کون کہہ سکتا ہے کہ مرنے کے بعد یہ بیوی یا بچوں کے ضرور کام آئے گی۔ ان باتوں پر غور کرو اور اپنے اندر ایک نئی تبدیلی پیدا کرو"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 595۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

جماعت کو خاص نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو، ہمدردی کرو اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا (الدھر:9)۔" (اور وہ کھانے کو اُس کی چاہت ہوتے ہوئے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں۔)

"وہ اسیر اور قیدی جو آتے تھے اکثر کفار ہی ہوتے تھے۔ اب دیکھ لو کہ اسلام کی ہمدردی کی انتہا کیا ہے۔ میری رائے میں کامل اخلاق کی تعلیم بجز اسلام کے اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوئی"۔

(آپ نے جب یہ بیان کیا تو اس وقت آپ کی طبیعت خراب تھی۔ فرمایا جب مجھے صحت ہوجاوے تو مَیں ایک کتاب لکھوں گا جو اخلاق کے بارے میں ہوگی۔) بہر حال پھر آگے آپ فرماتے ہیں کہ "مَیں چاہتا ہوں کہ جو کچھ میرا منشاء ہے وہ ظاہر ہوجاوے اور وہ میری جماعت کے لیے ایک کامل تعلیم ہو اور ابتغاء مرضات اللہ کی راہیں اس میں دکھائی جائیں۔ مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں آئے دن یہ دیکھتا اور سنتا ہوں کہ کسی سے یہ سرزد ہوا اور کسی سے وہ۔ میری طبیعت ان باتوں سے خوش نہیں ہوتی۔ میں جماعت کو ابھی اس بچہ کی طرح پاتا ہوں جو دو قدم اُٹھاتا ہے تو چار قدم گرتا ہے۔ لیکن مَیں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس جماعت کو کامل کردے گا۔ اس لیے تم بھی کوشش، تدبیر، مجاہدہ اور دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے کیونکہ اس کے فضل کے بغیر کچھ بنتا ہی نہیں۔ جب اس کا فضل ہوتا ہے تو وہ ساری راہیں کھول دیتا ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 219۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

بعض لحاظ سے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی دعاؤں اور توجہ سے جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ نے پورا فرمایا، آپ نے اپنے صحابہ کے پاک نمونے دیکھے اور اِس زمانے میں بھی خدا تعالیٰ پورا فرما رہا ہے۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض لحاظ سے بالغ ہوچکی ہے لیکن زمانے کے ساتھ ساتھ بعض برائیاں بھی جڑ پکڑ رہی ہیں۔ تکبر، نفس کی انائیں وغیرہ جیسا کہ ذکر ہوچکا ہے بعض جگہ بہت زیادہ نظر آنے لگی گئی ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف مقدمات، لڑائیاں، رنجشیں بہت زیادہ بڑھ رہی ہیں۔ اس طرف ہمیں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ پس اگر ہم نے آپ کی حقیقی جماعت میں ہونے کا حقدار کہلانا ہے تو ہمیں اپنی حالتوں کی طرف ہر لمحہ اور ہر آن نظر رکھنی ہوگی۔ ہمارا علم کس کام کا ہے اگر موقع پر وہ ہمارے اخلاق کو ظاہر نہیں کرتا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ تم تبلیغ کرتے ہو، دوسروں کو نصیحت کرتے ہو لیکن جب موقع آئے تو تمہارے سے وہ ظاہر نہیں ہوتا، تمہاری اپنی حالتوں پر اُس کا اظہار نہیں ہو رہا ہوتا۔ پس علم وہی کام کا ہے جس کا سایہ ہمارے اوپر بھی نظر آتا ہو۔ جب تک ہمارے آپس کے تعلقات کا اظہار ہمارے اندر اور باہر کو ایک کر کے نہیں دکھاتا اُس وقت تک ہمارا علم بے فائدہ ہے۔ آج کے دور میں جبکہ جماعت کے خلاف مخالفت بھی شدت کو پہنچی ہوئی ہے ہمیں ہر سطح پر اپنی ذاتی خواہشوں اور اناؤں کو پسِ پشت ڈال کر ایک ہونے کی اعلیٰ ترین مثال قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو صحابہ کے نمونے پر چلانا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

گزشتہ جمعہ، خطبہ ثانیہ کے دوران میری ذرا لمبی کھانسی کی وجہ سے بعض لوگوں کو پریشانی بھی ہوئی تھی۔ عرب ملکوں سے بھی بعض اَور جگہوں سے بھی بڑی فیکسیں اور خط بھی آئے کہ ہم انتظار نہیں کر سکتے۔ اور اس کے ساتھ نسخے بھی اتنی بڑی تعداد میں آئے ہیں کہ اگر مَیں اُن کو استعمال کرنا شروع کر دوں تو شاید مزید بیمار ہو جاؤں۔ بہر حال لوگوں نے اپنی طرف سے نیک جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔ اور یہ جو وبائی بیماریاں ہوتی ہیں اپنا وقت تو لیتی ہی ہیں۔ علاج مَیں اپنے طور پر ہومیو پیتھی کا کرتا ہوں۔ باقی ڈاکٹروں کی مدد سے بھی کچھ نہ کچھ کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ بس دعاؤں میں یاد رکھیں۔

☆☆☆☆

مجلس عاملہ مجلس انصار اللہ بھارت 2012

نام	عہدہ
مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب	نائب صدر اوّل
مکرم مولوی باسط رسول صاحب	نائب صدر صف دوئم
مکرم زین الدین صاحب حامد	نائب صدر
مکرم مولوی عبدالمومن صاحب راشد	نائب صدر
مکرم پی پی ناصر الدین صاحب آف کینانور	نائب صدر برائے جنوبی ہند
مکرم فیروز الدین خان صاحب آف کٹک	نائب صدر برائے شمال مشرقی ہند
مکرم سید وسیم احمد صاحب تیما پوری	قائد عمومی
مکرم ڈاکٹر جاوید احمد صاحب لون	ایڈیشنل قائد عمومی
مکرم شیخ محمود احمد صاحب	قائد تعلیم
مکرم مبارک احمد صاحب چیمہ	قائد تربیت
مکرم عبدالوکیل صاحب نیاز	قائد تربیت نومبائعین
مکرم سید بشارت احمد صاحب	قائد ایثار
مکرم گیانی تنویر احمد صاحب خادم	قائد تبلیغ
مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب اختر	قائد ذہانت وصحت جسمانی
مکرم ریحان احمد صاحب ظفر	قائد مال
مکرم سفیر احمد صاحب شمیم	قائد وقفِ جدید
مکرم سید داؤد احمد صاحب	قائد تحریک جدید
مکرم محمد یعقوب صاحب جاوید	قائد تجنید
مکرم بلال احمد صاحب شمیم	قائد اشاعت
مکرم حافظ شریف الحسن صاحب	قائد تعلیم القرآن
مکرم حبیب احمد صاحب طارق	آڈیٹر
مکرم حافظ مظہر احمد صاحب طاہر	زعیم اعلیٰ قادیان
مکرم جمیل احمد صاحب ناصر	معاون صدر برائے تربیت نومبائعین
مکرم چوہدری منصور احمد صاحب چیمہ	معاون صدر
مکرم وسیم احمد صاحب صدیق	ایڈیشنل قائد مال
مکرم سید فیروز الدین صاحب	ایڈیشنل قائد ذہانت وصحت جسمانی
مکرم سید عزیز احمد صاحب	ایڈیشنل قائد تبلیغ

(صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

خطبہ جمعہ

اس زمانے میں جس جری اللہ نے قرآنِ کریم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانا تھا، قرآنِ کریم کی تعلیم کو دنیا کے ہر باشندے کو اُس کی زبان میں پہنچانا تھا وہ یہی عاشقِ قرآن اور غلامِ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کا نام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہے۔

تحریک جدید کے 78ویں مالی سال کے آغاز کا اعلان

اس سال تحریک جدید کے مالی نظام میں جماعت نے 66لاکھ 31ہزار پاؤنڈز کی قربانی پیش کی ہے۔ الحمدللہ۔ جو گزشتہ سال کی وصولی کے مقابل پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے 11لاکھ 62ہزار پاؤنڈز زیادہ ہے۔

صرف ایک سال میں اتنا بڑا اضافہ پہلے کبھی تحریک جدید کے چندوں میں نہیں ہوا۔ یہ اضافہ چندہ دینے والوں کی تعداد میں بھی ہوا ہے اور معیار قربانی بھی بہت بڑھا ہے۔ جس طرح دنیا کے مالی بحران نے چندے میں کمی نہیں کی، قربانیوں میں کوئی کمی نہیں آئی اسی طرح اللہ کرے کہ یہ مالی بحران ہمارے منصوبوں میں بھی کوئی روک نہ ڈال سکے۔

دنیا کے مختلف ممالک میں احباب کی غیر معمولی قربانیوں کے ایمان افروز واقعات کا روح پرور بیان۔ دنیا بھر میں تحریک جدید کی مالی قربانی میں پاکستان اول، امریکہ دوم، جرمنی سوم اور برطانیہ چوتھے نمبر پر رہے۔ شاملین کی تعداد میں اضافے کے لحاظ سے نائیجیریا دنیا بھر کے ملکوں میں پہلے نمبر پر ہے۔ مختلف پہلوؤں سے نمایاں قربانی کرنے والے ممالک اور اضلاع اور جماعتوں کا تذکرہ۔

روزنامہ الفضل کے سابق ایڈیٹر، سلسلہ کے بزرگ مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی کی وفات پر مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 4/نومبر 2011ء بمطابق 4/نبوت 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ”یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دے کہ دنیا کے تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآنِ کریم لایا ہے اور دارالنجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے“۔ (حجۃ الاسلام۔ روحانی خزائن۔ جلد6 صفحہ 52-53)

پس اس زمانے میں جس جری اللہ نے قرآنِ کریم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانا تھا، قرآنِ کریم کی تعلیم کو دنیا کے ہر باشندے کو اُس کی زبان میں پہنچانا تھا وہ یہی عاشقِ قرآن اور غلامِ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کا نام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہے۔ آپ ہی وہ اللہ کے پہلوان ہیں جنہوں نے لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا جھنڈا دنیا میں لہرا کر بھٹکی ہوئی انسانیت کو نجات کے راستے دکھانے تھے۔ آپ کا روحانی معارف سے پُر لٹریچر اور کتب اور آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اس بات کے گواہ ہیں کہ آپؑ نے اُس کام کا جو آپ کے سپرد کیا گیا تھا، حق ادا کر دیا۔ اُس زمانے میں جبکہ آپ کے پاس دنیاوی وسائل نہیں تھے، معمولی حد تک بھی نہیں تھے، اتنا بڑا کام کرنا یہ کوئی آسان کام نہیں تھا لیکن خدا تعالیٰ کے فرستادوں کو کامل توکّل کیونکہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات پر ہوتا ہے۔ اس لئے آپؑ نے اپنے سپرد کئے گئے اس کام کے لئے کسی دنیاوی وسیلے پر انحصار نہیں کیا بلکہ حسبِ ضرورت خدا سے مانگا اور اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر آپ کی مدد فرمائی۔ گو دنیاوی تدبیر کے لئے، جسے کرنے کا حکم بھی خدا تعالیٰ نے دیا ہے، آپ نے اپنے قریبیوں اور اپنے متبعین کو مختلف موقعوں پر قربانیوں کی تحریک کی جس میں مالی قربانیاں بھی تھیں، لیکن کبھی کسی پر بھروسہ نہیں کیا۔ جیسا کہ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کے فرستادوں اور انبیاء کا یہ دستور رہا ہے کہ وہ اپنے سپرد کئے گئے کاموں کے لئے قربانیوں کی تحریکات بھی کرتے ہیں، آپؑ نے بھی تحریک کی لیکن ہمیشہ یہی فرمایا کہ میرا توکل میرے خدا پر ہے جس نے اس عظیم کام کی، جو میرے سپرد ہے، تکمیل کے لئے میرے سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ پس ایک ایسے شخص کا جو برصغیر کے ایک دور دراز علاقے کے چھوٹے سے قصبے میں رہنے والا تھا، یہ اعلان کوئی معمولی اعلان نہیں تھا کہ خدا نے میرے سپرد قرآنِ کریم کی تعلیم کو پھیلانے اور لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی عظمت دلوں میں بٹھانے کا کام کیا ہے۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ یہ پیغام اُس بستی سے نکل کر نہ صرف ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں اور ہر کونے میں پھیلا بلکہ یورپ اور امریکہ تک پہنچ گیا۔ اسلام کی عظمت دلوں میں قائم ہونے لگی۔ بڑے بڑے پادری یا دوسرے مذاہب کے لیڈر جو اسلام مخالف تھے اور جو اپنے زعم میں طاقتور اور دولتمند تھے، آپ کے مقابلے پر اور آپ کے راستے میں جب آئے تو یا تو ذلیل و رسوا ہوئے یا اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے اُنہیں تباہ و برباد کر دیا اور مخالفینِ اسلام کی ذلت و رسوائی کے یہ نظارے نہ صرف برصغیر پاک و ہند کی زمین نے دیکھے بلکہ یورپ اور امریکہ نے بھی دیکھے۔ لیکن افسوس ہے اُن مسلمان علماء اور پیروں پر جن کی آنکھیں یہ نظارے دیکھ کر بھی نہ کھلیں بلکہ مخالفت میں اور بھی سرگرم ہوئے۔ لیکن خدائی تقدیر کا تو کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اپنوں اور غیروں کی یہ مخالفتیں اور دشمنیاں تو وہ کام کرتی رہیں اور اب تک کر رہی ہیں جو فصلوں اور درختوں کے لئے کھاد اور پانی کرتے ہیں۔ آج تک ہم یہ نظارے دیکھ رہے ہیں کہ جب بھی جماعت کو کسی بھی جگہ کسی بھی طریق سے دبانے کی کوشش کی گئی تو اس جری اللہ کی جماعت ایک نئی شان سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنتے ہوئے ترقی کی نئی منزلیں دکھانے والی بنی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہمیشہ اس لئے جماعت کے شاملِ حال ہے کہ جماعت نے اُس مقصد کو پیشِ نظر رکھا جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ افرادِ جماعت نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس ارشاد کو پیشِ نظر رکھا جو آپ نے رسالہ الوصیت میں فرمایا ہے کہ:

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے“۔ (الوصیت۔ روحانی خزائن جلد20۔ صفحہ 306-307۔ مطبوعہ لندن)

پس دنیا کو دینِ واحد پر جمع کر کے توحید پر قائم کرنا، قرآنِ کریم کی حکومت دنیا میں قائم کرنا، اس کی

تعلیم کو پھیلانا اور نیک فطرتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنا، یہ وہ وسیع اور عظیم کام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے بعد جماعت کے سپرد فرمایا۔ مگر یہ کام اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیوں، قربانیوں اور دعاؤں کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اور جب تک ہم اس کے لئے کوشش کرتے رہیں گے ہم یہ ترقیاں دیکھتے رہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے جماعت کے لئے مقدر کی ہیں۔ آج تک جماعت کی یہی خوبصورتی اور شان ہے کہ اس مقصد کو حاصل کرتے ہوئے جماعت من حیث الجماعت آگے بڑھتی چلی جارہی ہے اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کررہی ہے، اس کے لئے قربانیاں دیتی چلی جارہی ہے۔ اگر اس مقصد کے حصول کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہم ترقی کے نظارے دیکھتے چلے جائیں گے۔ جب بھی جماعت کو اس مقصد کے حصول کے لئے توجہ دلائی گئی، جماعت نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لبّیک کہا اور پہلے سے بڑھ کر جماعت اور اسلام کی ترقی کے لئے دعاؤں میں مشغول ہوگئے، باقی قربانیوں میں لگ گئے۔

گزشتہ دنوں جب میں نے نفلی روزوں اور دعاؤں کی طرف توجہ دلائی تو جو خطوط مجھے آرہے ہیں اُس سے لگتا ہے کہ بے انتہا شوق سے جماعت نے اس طرف توجہ دی اور لبیک کہا ہے اور ہر ایک دعاؤں میں مصروف ہے۔ جن کو نہیں بھی کہا تھا وہ بھی دعاؤں میں مشغول ہیں۔ صرف پاکستانی نہیں بلکہ افریقہ کے لوگ بھی، یورپ کے لوگ بھی، امریکہ کے لوگ بھی، جو پاکستانی قومیت نہیں رکھتے انہوں نے بھی دعاؤں کی طرف توجہ دی اور اپنے پاکستانی بھائیوں کے لئے اور ہر اُس احمدی کے لئے جو کسی بھی طرح، کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہے یا تکالیف میں مبتلا کیا جارہا ہے، اُس کے لئے دعاؤں میں مشغول ہوگئے۔ اگر مالی قربانیوں کی طرف توجہ دلائی گئی تو مالی قربانیوں میں بڑھ گئے اور ایسے ایسے نمونے دکھائے کہ حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح دین کی خاطر قربانیوں میں یہ لوگ بڑھ رہے ہیں۔ فی زمانہ تبلیغِ اسلام کے لئے لٹریچر، کتب کی اشاعت بڑی ضروری ہے۔ مبلغین کا انتظام ہے، مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر ہے اور دوسرے ذرائع جو آجکل کے تیز زمانے میں میڈیا میں ایجاد ہوئے ہیں ان سب کے لئے مالی قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ آجکل صرف ایم ٹی اے ہی ایک وسیع تبلیغ کا ذریعہ بنا ہوا ہے جس میں اس وقت چار مختلف سیٹلائٹس سے فائدہ اُٹھایا جارہا ہے جس سے اب دنیا کا کوئی کونہ ایسا نہیں کہ جہاں احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام نہ پہنچ رہا ہو اور پھر سات آٹھ بڑی زبانوں میں یہ پیغام پہنچ رہا ہے۔ پس یہ تبلیغ کا، اسلام کا پیغام پہنچانے کا، اُس مقصد کے حصول کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے تھے۔ اور اس کے لئے مالی قربانی کی ضرورت ہوتی ہے جو جماعت ہمیشہ پہلے سے بڑھ کر کرتی ہے۔

آج مَیں حسبِ روایت تحریکِ جدید کے نئے سال کا اعلان کروں گا۔ جب یہ تحریک حضرت مصلح موعودؓ نے شروع فرمائی تھی اُس وقت مخالفینِ احمدیت نے اس پیغام کو دنیا سے مٹانے کا اعلان کیا تھا جس کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آئے تھے لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے جب اُس کے جواب میں دنیا کے کونے کونے میں اس پیغام کو پہنچانے کے لئے مالی تحریک کی تو ایک والہانہ لبیک کا نظارہ دنیا نے دیکھا اور آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے دوسو ممالک میں موجود ہیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ صرف ایم ٹی اے کے ذریعے ہی ایک انقلاب دنیا میں آرہا ہے۔ پس خلافت کے سائے تلے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تھا آپ کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے جماعت قربانیاں دے رہی ہے۔

کاش کہ وہ مسلمان جو حبِ پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اس تقدیر کو سمجھیں اور توحید کے قیام، قرآنِ کریم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں قائم کرنے کے لئے اس جری اللہ کے ساتھ جُڑ کر کام کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں اور پھر دیکھیں کہ اُن کی کھوئی ہوئی ساکھ کس طرح دوبارہ بحال ہوتی ہے۔ پھر دیکھیں کہ بڑی بڑی طاقتیں کس طرح اُن کی عزت و احترام کرتی ہیں۔ پھر دیکھیں کہ کسی بدبخت کارٹونسٹ اور رسالے کے ایڈیٹر یا کوئی بھی ہو اُس کو کبھی جرأت نہیں ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کسی بھی قسم کی بیہودگی کا اظہار کرے۔ چند دن ہوئے فرانس میں ایک رسالے نے پھر ایک خبیثانہ حرکت کی ہے جس سے ہمارے دل زخمی ہیں۔ فرانس کی جماعت کو تو مَیں نے کہا ہے کہ اس کے خلاف قانون کے اندر رہتے ہوئے احتجاج بھی کریں۔ ان لوگوں کو سمجھائیں بھی اور پبلک کو بھی ہوشیار کریں کہ اس قسم کی حرکتوں سے خدا تعالیٰ کی گرفت اور پکڑ بھی آتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی گرفت اور پکڑ سے بچو۔ آجکل دنیا تو ویسے ہی تباہی کی طرف جارہی ہے، کہیں آفات ہیں اور کہیں معاشی تباہی بڑھ رہی ہے۔ اس کی وجوہات یہی ہیں کہ خدا کو بھول گئے ہیں، اُس کے پیاروں کے متعلق گھٹیا اور اوچھی باتیں کی جاتی ہیں، تضحیک کی جاتی ہے۔ خدا کی غیرت کو یہ لوگ للکار رہے ہیں۔ پس دنیا کو خدا کا خوف دلانے کی ضرورت ہے۔ آج احمدی تو یہ کام کر ہی رہے ہیں لیکن اگر تمام مسلمان بھی اب اس حقیقت کو سمجھ جائیں تو جہاں اپنی دنیا و عاقبت سنواریں گے وہاں اللہ تعالیٰ کے انعامات کے بھی مورد بنیں گے، وارث بنیں گے۔ کاش ان کو عقل آجائے۔

بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا جب مسلمانوں کا ایک گروہ احمدیت کو ختم کرنے کے بلند بانگ دعوے کر رہا تھا تو حضرت مصلح موعودؓ نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ایک تحریک کا اعلان کیا۔ اس پر احبابِ جماعت نے، بچوں، عورتوں، مردوں نے لبیک کہا اور لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کی مثالیں قائم کیں اور ان قربانیوں کے نتیجے میں آج ہم دنیا میں تحریکِ جدید کے پھل لگے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کے پھل دار درخت بلکہ پھلوں سے لدے ہوئے درخت لگے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔

جہاں مختلف لازمی چندوں اور دوسری تحریکات میں جماعت کے افراد قربانی کررہے ہیں وہاں تحریکِ جدید میں بھی غیر معمولی قربانیاں ہیں۔ آجکل جبکہ دنیا مالی بحران کا شکار ہے تو یہ قربانیاں جو احمدی کررہے ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز کردیتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے یہ الفاظ یاد آجاتے ہیں کہ جماعت کا اخلاص و محبت اور جوشِ ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے۔

مالی بحران کے ضمن میں یہ بھی ضمناً کہوں گا کہ ابھی پتہ نہیں کہ کہاں جاکر اس نے ٹھہرنا ہے اور کس حد تک اس میں شدت آنی ہے۔ اس لئے احمدیوں کو گھروں میں ہر وقت کچھ دنوں کی جنس ضرور رکھنی چاہئے۔ غریب ملکوں کو تو ایسے حالات برداشت کرنے کی عادت ہے اور کچھ نہ کچھ انہوں نے رکھا بھی ہوتا ہے لیکن اِن ملکوں میں عادت نہیں ہے۔ اس لئے پتہ ہی نہیں کہ بحران کیا ہوتے ہیں۔ ان لوگوں نے تو آخری بحران دوسری جنگِ عظیم میں ہی دیکھا تھا اُس کے بعد پھر نہیں دیکھا۔ اس لئے ان کی نئی نسل کو تو کوئی احساس ہی نہیں کہ کیا ہوسکتا ہے؟ لیکن کسی panic کی ضرورت نہیں ہے۔ احتیاط کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے احمدیوں کو جس حد تک ہوسکتا ہے کچھ نہ کچھ خشک راشن ضرور گھروں میں رکھنا چاہئے۔ بہرحال یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو توفیق دے کہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانیں اور خدا تعالیٰ کی پکڑ سے بچ جائیں، اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اب مَیں واپس جماعت کے اخلاص و وفا کے اظہار کی طرف آتے ہوئے ان کی مالی قربانیوں کے بارے میں کچھ بتاتا ہوں جن سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح دنیا کے ہر کونے میں مختلف قسم کی مالی قربانیوں میں احباب جماعت کس اخلاص و وفا کا اظہار کررہے ہیں۔ ایمان میں ترقی کے لئے کس طرح اپنی قربانیوں کے لئے کمربستہ ہیں۔ جو لوگ جماعت کو ختم کرنے کی باتیں کرتے تھے وہ تو آج کہیں نظر نہیں آتے، اُن کے چیلے چانٹے اور اُن کی فطرت رکھنے والے ہی یہ دیکھ لیں کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت میں آکر اسلام کی ترقی کے لئے لوگ غربت کے باوجود قربانیاں دے رہے ہیں اور اخلاص و وفا کے نمونے دکھا رہے ہیں۔

ہمارے آئیوری کوسٹ کے مبلغ صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے ایک دوست آلیڈ و وِڈراگو صاحب (Alido Oudrago) نے 2009ء کے آخر میں بیعت کی اور بیعت کے پہلے دن سے ہی اپنی آمدنی کا حساب کرکے باقاعدہ شرح کے مطابق چندہ ادا کرنا شروع کردیا۔ اس دوران انہوں نے چندے کی بے شمار برکات کا مشاہدہ کیا۔ ایک دن جماعت کے پرانے ممبران کے ساتھ ان برکات کا ذکر کررہے تھے۔ ان پرانے ممبران میں سے ایک جس نے 2004ء میں بیعت کی تھی، ان واقعات کو سُنتے ہوئے اپنا چندہ دو ہزار فرانک سے بڑھا کر پانچ ہزار فرانک سیفا کرنے کی حامی بھرلی۔ کہتے ہیں کہ ابھی ادائیگی شروع نہ کی تھی کہ انہوں نے مشاہدہ کیا کہ ان کی آمدنی میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ چنانچہ وہ پرانے ممبر میرے پاس آئے اور سارا واقعہ بیان کرکے کہا کہ انہوں نے پانچ ہزار فرانک سیفا کی حامی بھری تھی مگر آج سے میں پانچ کی بجائے دس ہزار فرانک سیفا ماہانہ ادا کروں گا اور پھر اس کے مطابق ادائیگی بھی شروع کردی۔ اور اس طرح بے تحاشہ اَور ممبران ہیں جو چندوں میں آگے بڑھ رہے ہیں۔

گنی کناکری کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک نوجوان محترم محمد ماریگا صاحب (Muhammad Marega) لمبا عرصہ تبلیغ کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں داخل ہوئے۔ پیشے کے اعتبار سے یہ ایک آرکیٹکٹ انجنیئر ہیں۔ جب انہوں نے بیعت کی تو یہ کنسٹرکشن کمپنی میں ملازمت کرتے تھے اور معمولی تنخواہ لیتے تھے۔ بیعت کے بعد جب ان کو جماعت کے مالی نظام کا تعارف کروایا تو انہوں نے پوچھا کہ ان چندوں میں سب سے اہم چندہ کونسا ہے۔ انہیں بتایا گیا کہ چندہ وصیت، چندہ عام اور چندہ جلسہ سالانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے کے جاری کردہ ہیں اور وصیت کی اہمیت کے متعلق انہیں بتایا۔ فوراً کہنے لگے کہ میں آج سے ہی چندہ وصیت ادا کروں گا۔ مبلغ نے انہیں بتایا کہ وصیت کا ایک نظام ہے اُس میں داخل ہونے کے بعد آپ چندہ وصیت ادا کرسکتے ہیں۔ تو کہنے لگے میں اس نظام میں بھی داخل ہوتا ہوں۔ پھر انہوں نے رسالہ الوصیت پڑھا اور اُس کے بعد وصیت کی اور بڑی ایمانداری سے اپنی تنخواہ کا دسواں حصہ چندہ دینا شروع کیا اور وصیت کی منظوری میں کچھ وقت لگتا ہے تو اُس وقت کے آنے تک مسلسل باقاعدگی سے وصیت دیتے رہے، اور پھر کچھ عرصے بعد اس کے علاوہ دوسری مالی تحریکات جو ہیں اُن میں بھی انہوں نے حصہ لیا۔ پھر کچھ عرصے بعد کمپنی چھوڑ دی اور اپنا کاروبار شروع کیا اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی کمپنی کے مالک ہیں اور سارے ملک میں اپنی ایمانداری کی وجہ سے مشہور ہیں اور اُس کی وجہ سے اُن کا کاروبار بھی بڑا چمکا ہے اور سب کے سامنے بیٹھ کر برملا اظہار کرتے ہیں کہ یہ نعمتیں مجھے مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے اور نظامِ وصیت میں شامل ہونے سے ملی ہیں۔

پھر گھانا سے ہمارے مبلغ جبرئیل سعید صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دوست الحاج محمد اگوبے میرے ساتھ تبلیغی دورے پر ٹوگو گئے، وہاں ایک جگہ ناجونگ (Najong) میں ہم نے دھوپ میں کھڑے ہوکر نماز ظہر ادا

کی۔ الحاج محمد اگبوبے نے کہاان لوگوں کے لئے مسجد بنانا ان کا حق ہے۔ بالکل چھوٹی سی نئی جماعت ہے، چھوٹا گاؤں ہے۔ چنانچہ انہوں نے بڑی مالی قربانی کرتے ہوئے ایک خوبصورت مسجد اُن کے لئے بنوادی۔ یہ الحاج صاحب اچھے امیر آدمی ہیں اور اس مسجد میں تین سو افراد نماز ادا کر سکتے ہیں، اب اس مسجد کے مینار بھی بن رہے ہیں۔ اور چونکہ یہ جگہ بہت دور دراز علاقے میں ہے، سامان پہنچانا مشکل ہے لیکن پھر بھی یہ الحاج صاحب خود بڑی تکلیف سے اور خرچ کر کے یہ سامان جو تعمیر کا سامان ہے وہاں پہنچا رہے ہیں۔

آئیوری کوسٹ کی صدر لجنہ کہتی ہیں کہ اس سال مجلسِ شوریٰ میں جماعت آئیوری کوسٹ کی پچاس سالہ جوبلی کے موقع پر مرکزی مسجد کی تعمیر کے لئے چندے کی تحریک کی گئی تو لجنہ ممبرات نے اُسی وقت ایک ایک لاکھ فرانک سیفا کا وعدہ لکھوادیا اور کہتی ہیں کہ ہماری سیکرٹری تحریکِ جدید جو ایک مخلص احمدی ہیں انہوں نے ایک لاکھ فرانک سیفا کی فوری ادائیگی بھی کر دی۔ اُن لوگوں کے لئے یہ بہت بڑی رقم ہے۔ گو ویسے تو ان کی کرنسی میں گو ایک لاکھ ہیں لیکن صرف ایک سو پینتیس پاؤنڈ بنتے ہیں، لیکن افریقہ کے لئے بہت بڑی رقم ہے کیونکہ اُس خاتون کی چھوٹی سی سبزی کی ایک دکان تھی اور بڑی عیالدار خاتون ہیں۔

برکینا فاسو کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ بادلہ (Badala) نامی جماعت کے ایک دوست واتارا عبدالحیٔ صاحب نے ہمارے مشنری کی ایک تقریر سن کر عہد کیا کہ بیشک میں غریب ہوں اور سوائے اناج کے یعنی زمیندارہ کے اور کوئی ذریعہ معاش بھی نہیں لیکن عہد یہی ہے کہ اب ہر ماہ سو فرانک چندہ دیا کروں گا۔ ابھی اس بات کو کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ بارشوں کی کمی کا سامنا کرنا پڑا اور سارے لوگ اس کی وجہ سے پریشان ہونے لگے۔ لیکن یہ کہتے ہیں کہ جو بات سب نے میرے ساتھ مشاہدہ کی وہ میری فصل تھی جو اللہ کے فضل سے بہت اچھی تھی۔ اس بات نے میرا ایمان چندوں کے بارے میں اور بڑھا دیا اور میں نے عہد کیا کہ اب میں چھ ہزار فرانک سیفا تحریکِ جدید میں دوں گا۔ اس عہد پر بھی ابھی کچھ دن ہی گزرے ہوں گے کہ فصل کی کٹائی کی باری آ گئی اور میری فصل کی پیداوار سب سے الگ اور زیادہ تھی۔ اس پر میں نے سوچا کہ جو بھی غیر معمولی فصل ہوئی ہے وہ چندے کی برکت سے ہوئی ہے تو مَیں نے اپنے تحریکِ جدید کے چندے کو بڑھا کر بارہ ہزار فرانک کر دیا۔

برکینا فاسو کے امیر صاحب ہی لکھتے ہیں کہ سوری (Souri) نامی گاؤں کے ایک احمدی بزرگ کابورے (Kabore) صاحب خاندان میں اکیلے احمدی ہیں۔ وہ خود بتاتے ہیں کہ ایک لمبے عرصے سے اپنی ضعیف العمری اور مختلف عوارض کی وجہ سے وہ نمازوں کی ادائیگی میں کمزور تھے اور اس بات کا ہر لمحہ اُنہیں رنج تھا۔ اس سال انہوں نے بیعت کے بعد ستّر ہزار فرانک سیفا چندوں میں ادا کر دیا۔ کہتے ہیں کہ چندہ ادا کرنے کی دیر تھی کہ عرصے سے بگڑی صحت واپس آنے لگی۔ نمازوں کی کھوئی توفیق واپس آنے لگی۔ یہاں تک کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری نمازیں مع تہجد ادا کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل اور میری مالی قربانی کی برکت سے ہوا ہے کہ چندوں نے نمازوں کی بھی توفیق عطا کی۔

امیر صاحب آسٹریلیا کہتے ہیں کہ نومبر 2010ء میں جب تحریکِ جدید کے لئے نئے سال کا اعلان ہوا تو مَیں نے جو اُن کو ہدایت کی تھی اُس کی روشنی میں آسٹریلیا میں شعبہ تحریکِ جدید کی طرف سے تمام جماعتوں کو تحریکِ جدید کی مالی قربانی میں آگے بڑھنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ جماعت احمدیہ ملبورن نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ ہم دوگنا کر دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے بہت محنت کی اور محض اللہ کے فضل سے پچھلے سال سے ایک سو چونسٹھ فیصد اضافہ کرتے ہوئے اپنا چندہ پیش کیا۔ جماعت احمدیہ کینیڈا نے پچھلے سال سے پچہتّر فیصد اضافہ کرتے ہوئے اپنا چندہ پیش کیا۔ اسی طرح اجتماعی قربانی میں بھی جماعتیں غیر معمولی طور پر آگے بڑھ رہی ہیں۔

ہمارے انسپکٹر تحریکِ جدید انڈیا لکھتے ہیں کہ فروری میں خاکسار وکیل المال صاحب کے ساتھ صوبہ تامل ناڈو کے دورے پر تھا۔ ہم لوگ جماعت احمدیہ کوئمبٹور پہنچے۔ بعد نماز مغرب ایک تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا جس میں وکیل المال صاحب نے تحریکِ جدید کے اغراض و مقاصد اور پسِ منظر کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اجلاس کے بعد مسجد میں موجود تمام احبابِ جماعت سے نئے سال کے وعدے لئے گئے۔ ایک مخلص دوست کا سابقہ وعدہ بیس ہزار روپیہ تھا۔ اُن کی مالی حالت اچھی تھی۔ عموماً کیرالہ کے علاقے میں امیر لوگ ہیں۔ وکیل المال صاحب نے موصوف کو سالِ نو کے لئے ایک لاکھ روپیہ وعدہ لکھوانے کی تحریک کی۔ پہلے تو موصوف نے اپنی مجبوری کا اظہار کیا، پھر اس قربانی کے لئے آمادہ ہو گئے۔ اُس وقت ان کے ساتھ ان کی دو واقفاتِ نو بچیاں بھی موجود تھیں۔ انسپکٹر کہتے ہیں کہ مسجد سے نکل کر سیکرٹری صاحب تحریکِ جدید کے گھر جاتے ہی اُن کو ان صاحب کا فون آیا، جنہوں نے ایک لاکھ وعدہ کیا تھا کہ میری بڑی بیٹی کہہ رہی ہے، واقفاتِ نَو بچیاں جو ساتھ تھیں، کہ ابا جان آپ نے جو تحریکِ جدید کا وعدہ لکھوایا ہے وہ ہمارے لئے کم ہے۔ اس کو اور بڑھا کر ڈیڑھ لاکھ روپے کر دیں۔ اس لئے میرا وعدہ ڈیڑھ لاکھ لکھ لو۔

پھر تحریکِ جدید کے نمائندے نے جب کشمیر کا دورہ کیا (جو انڈیا کا کشمیر ہے)۔ تو کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ آسنور کے ایک معمر مخلص دوست سے ملاقات ہوئی۔ موصوف کی گزر بسر اور علاج معالجہ کا انحصار محدود سرکاری پنشن پر تھا۔ گزشتہ دنوں دوائیوں کا خرچ پنشن سے بھی زیادہ ہو گیا تھا۔ موصوف کے حالات کو دیکھتے ہوئے مناسب نہیں تھا کہ ہم اُن کے بجٹ میں اضافہ کرتے مگر دعا کے بعد جب ہم اُن سے رخصت ہونے لگے تو موصوف نے فرمایا آپ اپنے آنے کا مقصد تو بتائیں۔ تو یہ نمائندہ کہتے ہیں کہ خاکسار نے اُنہیں بسلسلہ اضافہ چندہ تحریکِ جدید اُن کو جو ہدایت گئی تھی اس سے آگاہ کیا تو موصوف یکلخت تازہ دم ہو کر کہنے لگے کہ جبتک میں زندہ ہوں خلیفۃ المسیح کے فرمان پر لبیک کہتا رہوں گا۔ یہ کہتے ہی اُن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے کہا کہ جب خدا نے میرا دنیاوی ادویات کا بجٹ بڑھا دیا ہے تو میں آخرت کے بجٹ میں کیوں کمی کروں۔ چنانچہ ان کے ارشاد کی تعمیل میں موصوف نے نہ صرف بجٹ میں اضافہ کیا بلکہ اپنا نصف چندہ اُسی وقت ادا بھی کر دیا۔

ایڈیشنل وکیل المال پاکستان لکھتے ہیں کہ سندھ میں ایک صاحب ہیں (گزشتہ دنوں جو بارشیں ہوئیں اُس کی وجہ سے سندھ کے حالات بڑے خراب ہیں)۔ اُن کا وعدہ پچاس ہزار روپے تھا، کہتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ فصلوں کو نقصان ہوا ہے مَیں نے اُن کے حالات کو دیکھتے ہوئے کہ وہ امیر آدمی تھے، اُن کو کہا کہ آپ کا وعدہ تو زیادہ ہونا چاہئے۔ اُس پر انہوں نے اپنا وعدہ پانچ لاکھ روپے کر دیا اور اُس کی نقد ادائیگی بھی کر دی مگر چند روز کے بعد جبکہ یہ واپس حیدر آباد آ چکے تھے۔ انہوں نے ان کو فون کیا کہ آپ خلیفۃ المسیح کے نمائندے کے طور پر میرے پاس آئے تھے اور پانچ لاکھ کا اُس وقت مَیں نے وعدہ کیا کیونکہ آپ نے میرے حالات دیکھتے ہوئے مجھے اتنا ہی بتایا تھا لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ عہدِ بیعت کا تقاضا ہے کہ اس سے بڑھ کر وعدہ کروں۔ جو موجود ہے اُس میں سے وہ دوں اور انہوں نے وہیں دس لاکھ روپے کا وعدہ کر دیا۔ گھر گئے تو اُن کی اہلیہ نے کہا کہ میرے جو زیورات ہیں وہ مَیں اپنی طرف سے تحریکِ جدید میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔ ان کا فون آیا کہ اب رات کا وقت ہے اور میری اہلیہ کہہ رہی ہیں کہ ابھی جا کر مرکزی نمائندے کو یہ زیورات دے کر آؤ، رات مَیں نہیں رکھوں گی۔ تو انہوں نے ان کی اہلیہ کو فون پر سمجھایا کہ رات کا وقت ہے۔ سندھ کے حالات ایسے ہیں کہ رات کو سفر مناسب نہیں ہے، صبح مل جائے گا۔ لیکن وہ بضد تھیں کہ نہیں ابھی مَیں نے پہنچانا ہے۔ چنانچہ پھر خاوند کو مجبوراً آنا پڑا۔ لیکن جب نیت ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کے حضور وہ چیز پہنچ جاتی ہے۔ حالات کو دیکھتے ہوئے اتنا جذباتی نہیں ہونا چاہئے۔ اگر حالات وہاں خراب ہیں تو رات کے وقت سفر مناسب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور کچھ نہیں ہوا لیکن بہر حال احتیاط کرنی چاہئے۔ بلاوجہ اپنے آپ کو ابتلا میں بھی نہیں ڈالنا چاہئے۔

قازقستان کے ایک نومبائع دوست کے بارے میں ہمارے مبلغِ سلسلہ لکھتے ہیں کہ جماعت کی مرکزی مسجد اور مشن ہاؤس کے لئے ایک قطعہ زمین انہوں نے خرید کر دیا اور اس کے ساتھ ایک دو منزلہ زیرِ تعمیر مکان کی خرید کی۔ پھر دوسرے شہر میں بھی مسجد کی تعمیر کے لئے ایک پلاٹ خرید کر دیا۔ یہ نومبائع دوست ہیں اور مجموعی طور پر انہوں نے اس کے لئے چار لاکھ پچانوے ہزار ڈالر کی قربانی کی۔

جرمنی کے سیکرٹری تحریکِ جدید لکھتے ہیں کہ تحریکِ جدید کے بارے میں ایک جگہ تحریک کی تو اُس کی برکات سننے کے بعد ایک خاتون نے ایک ہزار یورو جو زیور خریدنے کے لئے رکھے تھے وہ اُن کو پیش کر دیئے۔ جماعت جرمنی کی بہت سی لجنات نے اپنا زیور تحریکِ جدید کے لئے دے دیا۔ ایک بہن نے کمیٹی ڈالی ہوئی تھی وہ کمیٹی کی رقم ساری دے دی۔

کہتے ہیں کہ ایک جگہ مَیں دورے پر گیا تو ایک دوست نے ایک پرچی خاکسار کو دی۔ (ان کو جو سیکرٹری تحریکِ جدید تھے)۔ اُس پر لکھا ہوا تھا بیس ہزار یورو چندہ تحریکِ جدید۔ اور اس پرچی کے نیچے لکھا ہوا تھا کہ میرا نام ظاہر نہ کیا جائے۔ کہتے ہیں جب مَیں دوسری جگہ گیا تو وہاں مَیں نے یہ مثال پیش کی کہ اس طرح بھی لوگ قربانیاں دیتے ہیں۔ میٹنگ ختم ہوئی تو وہاں بھی ایک دوست نے ایک پرچی مجھے دی جس پر لکھا ہوا تھا اکیس ہزار یورو برائے چندہ تحریکِ جدید اور نیچے یہی لکھا ہوا تھا کہ میرا نام ظاہر نہ کریں۔

تو یہ چند واقعات مَیں نے لئے ہیں۔ بیشمار واقعات تھے۔ شاید اس سے بھی زیادہ ایمان افروز بعض واقعات ہوں لیکن مَیں نے کوئی خاص چن کر نہیں لئے بلکہ بغیر غور کئے لئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔ اب اس کے بعد حسبِ روایت گزشتہ سال کے کوائف پیش کرتا ہوں اور تحریکِ جدید کے اٹھہتّرویں (78) سال کا اعلان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس نئے سال کو بھی بیشمار برکتوں اور پھلوں سے نوازے۔

اللہ کے فضل سے گزشتہ سال جو تحریکِ جدید کا ستتر واں مالی سال تھا اور اکتیس اکتوبر کو ختم ہوا۔ اب تک جو رپورٹس آئی ہیں اُن کے مطابق تحریکِ جدید کے مالی نظام میں جماعت نے چھیاسٹھ لاکھ اکتیس ہزار پاؤنڈ (£6631,000) کی قربانی پیش کی ہے۔ الحمدللہ۔ یہ وصولی گزشتہ سال کی وصولی کے مقابلے پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے گیارہ لاکھ باسٹھ ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔ صرف ایک سال میں اتنا بڑا اضافہ پہلے کبھی تحریکِ جدید کے چندوں میں نہیں ہوا اور یہ اضافہ چندہ دینے والوں کی تعداد میں بھی ہوا ہے اور معیارِ قربانی بھی بہت بڑھا ہے جبکہ دنیا کے معاشی حالات اور خاص طور پر یورپ کے جیسا کہ مَیں نے کہا ابتر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رقم میں بھی برکت ڈالے اور جو جماعتی منصوبے ہیں ان کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ بغیر کسی روک کے مکمل ہوتے چلے جائیں۔ جس طرح دنیا کے مالی بحران نے چندہ میں کمی نہیں کی، قربانیوں میں کوئی کمی نہیں آئی اسی طرح اللہ کرے کہ یہ مالی بحران ہمارے منصوبوں میں بھی کوئی روک نہ ڈال سکے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان نے سخت مالی حالات کے باوجود، معاشی حالات کے باوجود اپنی قربانی

کا پہلے نمبر کا جو معیار قائم رکھا ہوا ہے، وہ قائم ہے۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر اس سال امریکہ ہے۔ تیسرے نمبر پر جرمنی ہے اور چوتھے نمبر پر برطانیہ (یوکے) ہے۔

پچھلے سال یوکے کا پاکستان کے بعد دوسرا نمبر تھا۔ تیسرا امریکہ کا تھا اور چوتھا جرمنی کا تھا۔ جرمنی چوتھے سے تیسرے پر آیا ہے اور بہت بڑی قربانی دے کر آیا ہے۔ کینیڈا حسبِ سابق پانچویں نمبر پر، ہندوستان چھٹے نمبر پر۔ انڈونیشیا نے بھی گو مالی لحاظ سے بہت قربانی دی ہے لیکن ہندوستان کی جماعتوں نے بھی بہت زیادہ قربانی دی ہے اس لئے انڈونیشیا ساتویں نمبر پر ہی رہا ہے۔ آسٹریلیا آٹھویں نمبر پر۔ ایک عرب ملک ہے جس کا مَیں نام لینا نہیں چاہتا، نویں نمبر پر۔ سوئٹزرلینڈ دسویں نمبر پر ہے اور فی کس ادائیگی کے لحاظ سے اُس عرب ملک کے علاوہ امریکہ ایک سو اٹھارہ پاؤنڈ فی کس کے ساتھ دوسرے نمبر پر ہے۔ پھر سوئٹزرلینڈ ہے، پھر بیلجیم ہے اور اسی طرح مقامی کرنسیوں میں بھی جو اضافہ ہوا ہے اُس میں جرمنی سب سے زیادہ وصولی کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ مَیں نے کہا قربانی کرنے والوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ اس سال ایک لاکھ نو ہزار نئے چندہ دینے والے شامل ہوئے ہیں۔ اس طرح یہ تعداد پچھلے سال کے مقابلے پر ایک لاکھ نو ہزار بڑھ گئی اور گو اس میں ابھی بھی بہت گنجائش ہے جیسا کہ مَیں نے افریقن جماعتوں کو کہا تھا اس پر نائیجیریا نے اچھا کام کیا ہے۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے افریقن جماعتوں میں گھانا سرِ فہرست ہے۔ اس کے بعد ماریشس ہے۔ پھر نائیجیریا ہے۔ جنہوں نے نمایاں اضافہ کیا ہے اُن میں گیمبیا اور برکینا فاسو نے اچھی کوشش کی ہے۔

شاملین کی تعداد میں اضافے کے لحاظ سے نائیجیریا دنیا بھر کے ملکوں میں پہلے نمبر پر ہے۔ انہوں نے اس سال چھپن ہزار افراد کا اضافہ کیا ہے اور اس کے بعد پھر سیرالیون، آئیوری کوسٹ، برکینا فاسو وغیرہ ہیں۔

مرکزی ریکارڈ کے مطابق دفتر اول کے کل مجاہدین کی تعداد پانچ ہزار نو سو ستائیس ہے، جس میں سے تین سو چالیس خدا کے فضل سے ابھی زندہ موجود ہیں جو اپنا چندہ خود ادا کر رہے ہیں۔ باقی مرحومین کے چندے اُن کے ورثاء دے رہے ہیں۔

چندوں کے لحاظ سے پاکستان کی تین بڑی جماعتوں میں اول لاہور ہے، دوم ربوہ ہے اور سوم کراچی ہے۔ اور دس شہری جماعتوں میں راولپنڈی نمبر ایک پہ ہے، اسلام آباد نمبر دو، کوئٹہ نمبر تین، اوکاڑہ نمبر چار، حیدر آباد نمبر پانچ، پشاور چھ، میرپور خاص سات، بہاولپور آٹھ، ڈیرہ غازی خان نو اور نوابشاہ دس۔

ضلعی سطح پر قربانی کرنے والے پاکستان کے اضلاع میں سیالکوٹ نمبر ایک، عمر کوٹ نمبر دو (اس سال اس ضلع میں میرپور خاص اور عمر کوٹ میں تو بارشوں نے بہت نقصان پہنچایا ہے اور اکثر جماعتیں زمیندارہ جماعتیں ہیں لیکن پھر بھی انہوں نے اپنی قربانی کو قائم رکھا ہے) سرگودھا نمبر تین، شیخوپورہ نمبر چار، گجرات نمبر پانچ بہاولنگر نمبر چھ، بدین سات، نارووال آٹھ، سانگھڑ نمبر نو اور میرپور آزاد کشمیر اور حافظ آباد نمبر دس پر ہیں۔

امریکہ کی پہلی دس جماعتیں۔ Los Angeles اِن لینڈ ایمپائر نمبر ایک۔ پھر Detroit، پھر سیلی کون ویلی، شکاگو ویسٹ، ہیرس برگ، ڈیلس (Dalas)، لاس اینجلس ویسٹ، بوسٹن، سلور سپرنگ (Silver Spring) اور پوٹومیک (Potomac) ہیں۔

(وصولی کے لحاظ سے) جرمنی کی جماعتیں رویڈر مارک، نوئے ایس، کولون، فلوئرز ہائم، آؤگس بُرگ، نوئے ایزن بُرگ، کارلزروئے، مہدی آباد، آلزائے اور ماربُرگ ہیں۔

وصولی کے لحاظ سے جرمنی کی جو پہلی دس لوکل امارتیں ہیں ان میں ہیمبرگ، فرینکفرٹ، گروس گیراؤ، ڈارمشٹڈ، ویزبادن، من ہائم، ریڈشٹڈ، ڈیٹسن باخ، آفن باخ شامل ہیں۔

وصولی کے لحاظ سے یو۔کے کی پہلی دس بڑی جماعتیں جو ہیں ان میں مسجد فضل لندن، نیو مالڈن، ووسٹر پارک، چیم سکنتھورپ، ماسک ویسٹ، ویسٹ ہل، بیت الفتوح، رینیز پارک اور مانچسٹر ساؤتھ شامل ہیں۔ پہلے تین ریجن جو ہیں ان میں لنڈن ریجن پہلے نمبر پر، پھر نارتھ ایسٹ ریجن اور پھر مڈ لینڈ ریجن ہے۔ ادائیگی کے لحاظ سے پہلی پانچ چھوٹی جماعتیں۔ براملے اور لیوشم، لیمنگٹن سپا، وولور ہیمپٹن، سپن ویلی اور کیتھلے ہیں۔

وصولی کے لحاظ سے کینیڈا کی جماعتیں ایڈمنٹن، وان ویسٹ، پیس ولیج ویسٹ، سرے ایسٹ اور سسکاٹون ہیں۔

انڈیا کا گو چھٹا نمبر ہے لیکن نام اس لئے لے رہا ہوں کہ یہ وہ جگہ ہے جس میں قادیان بھی ہے اور اس جگہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ آپ کا شہر وہاں ہے۔ انڈیا کی جو جماعتیں ہیں اس کے صوبہ جات میں کیرالہ پہلے نمبر پر رہا ہے، تامل ناڈو دو نمبر پر، آندرا پردیش، جموں کشمیر، بنگال، کرناٹک، اڑیسہ، پنجاب، یوپی اور دہلی ہیں۔ جبکہ جماعتوں میں کیرولائی، کالی کٹ، حیدر آباد، کلکتہ، کنانور ٹاؤن، قادیان نمبر چھ پر، کوئمبٹور، چنائی، پینگاڈی اور دہلی ہیں۔

اس دفعہ بعض جماعتوں نے اپنے چندوں میں کیونکہ غیر معمولی اضافے کئے ہیں اس لئے اگرچہ تحریکِ جدید کا جو چندہ ہے یہ مرکزی چندہ ہوتا ہے اس میں مقامی ملکی جماعت کا کوئی حصہ نہیں ہوتا اور مرکز کے جو پراجیکٹ ہیں وہ انڈیا میں بھی ہیں اور باقی غریب ممالک افریقہ میں ہیں یا جو مرکزی اخراجات ہیں وہ اس سے پورے کئے جاتے ہیں لیکن اس دفعہ ان کی غیر معمولی وصولیوں کی وجہ سے جو امریکہ نے بھی تقریباً ایک لاکھ اٹھاسی ہزار پاؤنڈ کا غیر معمولی اضافہ کیا ہے۔ اس لئے ان کی ڈالروں کی جو رقم ہے اس میں سے ویسے تو ان کو حق نہیں لیکن ان کو مَیں اس دفعہ اس میں سے بھی ایک لاکھ ڈالر کا حصہ دے رہا ہوں۔ جرمنی نے تین لاکھ سے اوپر کا غیر معمولی اضافہ کیا ہے، اس لئے ان کو ڈیڑھ لاکھ یورو اس میں سے دیا جا رہا ہے اور یہ اس لئے دیا جا رہا ہے کہ امریکہ اور جرمنی میں کیونکہ مساجد کی تعمیر ہو رہی ہے یہ رقم وہ مساجد پر خرچ کریں۔ یوکے کا بھی اضافہ کافی ہے لیکن جتنا پہلی دو جماعتوں کا ہے اتنا نہیں۔ اس لئے پچاس ہزار پاؤنڈ ان کو بھی مساجد کی تعمیر کے لئے دیئے جا رہے ہیں کیونکہ اب مساجد کی طرف یہاں بھی توجہ پیدا ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ مبارک کرے اور آئندہ بھی پہلے سے بڑھ کر قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ ان سب کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔

ابھی نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو ہمارے ایک بزرگ مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی کا جنازہ ہے جو تین نومبر کو صبح تین بجے اکانوے سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پرانے خادمِ سلسلہ تھے۔ واقفِ زندگی تھے۔

ایڈیٹر روزنامہ الفضل رہے ہیں۔ 1920ء میں ان کی دہلی میں پیدائش ہوئی تھی۔ ان کے والد صحابی تھے جنہوں نے 1900ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی اور ان کے دادا بھی صحابی تھے جنہوں نے 1890ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی تھی۔ 1944ء میں مکرم دہلوی صاحب نے زندگی وقف کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے روزنامہ الفضل میں بطور اسسٹنٹ ایڈیٹر ان کو مقرر فرمایا اور پھر پنجاب یونیورسٹی لاہور سے جنرل ازم میں پوسٹ گریجویشن کروایا۔ 1946ء سے 71ء تک بطور نائب ایڈیٹر روزنامہ الفضل خدمت کی توفیق پائی۔ 71ء سے لے کے 88ء تک ایڈیٹر روزنامہ الفضل کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ اس طرح مجموعی طور پر 43 سال تک الفضل قادیان، لاہور اور ربوہ کے ادارے سے وابستہ رہے۔ 46ء میں قائمقام وکیل التبشیر کے طور پر قادیان میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ 47ء کے پُر آشوب حالات میں اُس وقت کے ناظر امورِ خارجہ کے ساتھ اسسٹنٹ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پھر 1950ء سے 1953ء کے پُر آشوب دور میں آپ نے رپورٹنگ کے حوالے سے بہت خدمات انجام دیں۔ 1960ء سے 73ء تک ماہنامہ انصار اللہ جو انصار اللہ پاکستان کا رسالہ ہے اُس کے ایڈیٹر بھی رہے۔ 74ء میں بھی صحافتی ذمہ داریاں بڑی خوش اسلوبی سے نبھائیں۔ 75ء، 76ء اور 80ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے یورپ، امریکہ، کینیڈا اور مغربی افریقہ کے دوروں پر آپ کے ساتھ جانے کی توفیق ملی۔ 82ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ مسجد بشارت سپین کے افتتاح کے موقع پر گئے۔ 89ء میں خلیفۃ المسیح الرابع کی ہدایت پر جماعت احمدیہ جرمنی میں قضا کا نظام قائم کرنے کی توفیق ملی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی جو کتاب تھی Murder in the name of Allah اُس کے جواب حضور رحمہ اللہ نے انگریزی میں لکھے تھے ان کا اردو ترجمہ آپ نے کیا۔ اسی طرح، Christianity-A Journey from facts to fiction کا اردو میں ترجمہ کیا۔ دو تین اپنی کتابیں بھی لکھیں جن میں سے ایک سفرِ حیات ہے۔

ان کے بچے عرفان احمد خان صاحب اور عثمان خان صاحب جرمنی میں ہیں اور ڈاکٹر عمران خالد ربوہ میں ہیں۔ بڑے نیک سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ ہر سال جرمنی جلسہ پر آیا کرتے تھے۔ یہاں بھی آیا کرتے تھے۔ ابھی جب دوبارہ میں گیا ہوں تو ان کی طبیعت بڑی خراب تھی، بیمار تھے، ہسپتال میں تھے لیکن جب میرے آنے کا سنا تو یہی فکر تھی کہ ہسپتال سے مَیں جلدی فارغ ہوں اور جا کے مسجد میں پیچھے نمازیں پڑھنے کا موقع ملے۔ اور پھر بہر حال آئے اور جمعہ والے دن جمعہ بھی پڑھا۔ عموماً جمعہ کے بعد یا کسی بھی نماز کے بعد مَیں مسجد میں نہیں ملا کرتا لیکن اُس دن مجھے بڑا خیال آیا کہ ان سے ملوں۔ چنانچہ جمعہ کے بعد ان سے وہیں آخری ملاقات ہوئی۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے۔

☆☆☆

(بقیہ اختتامی خطاب حضور انور جلسہ سالانہ قادیان از صفحہ اوّل)

ہمدردی اور کہیں نظر نہیں آتی۔ پس اگر ہم اسوہ رسول پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں تو کسی قوم کی دشمنی بھی ہمیں قیام امن سے روک نہیں سکتی۔ آپؐ نے محبت پھیلانے کیلئے اپنے بدترین دشمنوں کو بھی معاف کر دیا تھا۔ آپؐ سے حقیقی محبت رکھنے والا کوئی بھی انسان انصاف کی پامالی نہیں کرسکتا۔ اور جو لوگ انصاف کی پامالی کرتے ہیں ان کے دلوں میں تقویٰ نہیں ہے۔ حضور انور نے فرمایا۔ ہمیں اپنے عمل سے دنیا کو ظلم سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنی ہوگی ہمیں ظلم کے خلاف جہاد کرنا ہوگا اگر یہ سب ہوگا تب ہم محسن انسانیت کے مشن کو آگے لے جانے والے ہوں گے۔ معاشرے میں اپنی بساط کے مطابق ہمیں ظلم کے خلاف دعاؤں کے ذریعہ کوشش کرنی ہوگی۔ جلسہ میں شامل ہونے کا تبھی فائدہ ہوگا جب ہم اپنے قول و عمل کے مطابق کام کر رہے ہوں گے۔ پس اے مسیح محمدی کے غلامو! یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ اپنی کوششوں اور دعاؤں سے اپنے عمل سے دنیا میں امن کو قائم رکھنے کیلئے کوشش کرو۔

امام الزمان کی بستی میں اپنے اندر یہ عہد کرتے ہوئے اُٹھو کہ دنیا میں ایک انقلاب پیدا کریں گے۔ جس سے دنیا اپنے پیدا کرنے والے خالق حقیقی کو پہچان جائے۔ یہی وہ اہم مقصود ہے جس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ مبعوث ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے آمین۔ ☆☆☆

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2011

سیرت آنحضرت ﷺ میثاق مدینہ کے آئینہ میں

(محترم مولانا ظہیر احمد خادم صاحب۔ ناظر دعوت الی اللہ بھارت)

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِيْمًا (سورۃ احزاب آیت 57)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
وہ آج شاہ دیں ہے وہ تاج مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اُسکی ثنا یہی ہے

اللہ تعالیٰ اور اُسکے فرشتے یقیناً اپنے نبی پر رحمت نازل کر رہے ہیں۔

اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے رہا کرو اور سلامتی مانگتے رہا کرو۔

سامعین کرام! ہمارے پیارے نبی ﷺ کی سیرۃ طیبہ ہمہ پہلو نہایت شاندار اور بے مثال ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے اس نبی ﷺ پر خود بھی مستقل رحمت نازل فرماتا ہے اور امت محمدیہ کو بھی آپ کے لئے ہمیشہ درود وسلام بھیجنے کا حکم نازل فرمایا ہے۔

آقائے نامدار کی سیرت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے کسی شخص کی طرف سے آنحضرت ﷺ کی سیرت واخلاق کے پوچھنے پر یوں فرمایا کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن۔ کہ مجھے آپ کی سیرت واخلاق بتانے کی کیا ضرورت ہے قرآن کریم پڑھو اس سے تمہیں حضور ﷺ کی سیرت واخلاق کا مکمل پتہ لگ جائے گا۔ کیریکٹر اور کردار کے مثبت اور منفی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے سیرت کی عظمتوں کا بیان جسقدر قرآن مجید میں ہوا ہے بس اس کی عملی صورت میرے آقا سیدنا ومولانا محمد ﷺ ہیں صرف ایک میثاق مدینہ ہی کیوں آپ کی زندگی کا ہر پہلو و گوشہ آپ کی سیرت کو بیان کرتا ہے آپ کے عاشق صادق کے الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں۔

"کہ آپ کے اندر تمام اخلاق دکھائی دیں گے آپ میں سچائی بھی شاندار طور پر نظر آئے گی آپ میں امانت بھی شاندار طور پر نظر آئے گی آپ میں سخاوت بھی شاندار طور پر نظر آئے گی آپ میں رحم بھی شاندار طور پر نظر آئے گا آپ میں غریبوں کی پرورش کا مادہ بھی شاندار طور پر نظر آئے گا آپ میں انصاف بھی شاندار طور پر نظر آئے گا آپ میں توکل بھی شاندار طور پر نظر آئے گا اسی طرح تحمل، بردباری، دوسروں کے جذبات کا احترام عورتوں سے حسن سلوک بنی نوع انسان کی خدمت، صبر، چشم پوشی، تعاون باہمی، بہادری، وفائے عہد اور اس قسم کے سینکڑوں اخلاق آپ کے اندر شاندار طور پر دکھلائی دیں گے۔

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ 480 زیر تفسیر سورۃ طہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت الگ الگ بھی اور مجموعی طور پر بھی عظمت شان کے ساتھ نظر آتی ہے اسے ہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ بعض دفعہ جیسا کہ خدا نے دنیا میں خوبصورت پہاڑ بنائے ہیں ایک چوٹی سے بڑھکر دوسری چوٹی آتی ہے اور اس سے بڑھکر ایک اور چوٹی دکھائی دیتی ہے اسی طرح آنحضرت ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ آپ نے اپنی زندگی میں کئی ایک معاہدات یعنی معاہدہ حلف الفضول۔ میثاق مدینہ، معاہدہ حدیبیہ اور دیگر بعض قبائل سے معاہدے کئے ہیں ان میں سے ہر معاہدہ آپ کی سیرت کی عظمت کا اظہار کرتا ہے تاہم اگر ہم آج کے موضوع کے لحاظ سے صرف میثاق مدینہ کا ہی ذکر کریں تو یہ معاہدہ جسے chartor of madina بھی کہا جاتا ہے اس میثاق کو بین الاقوامی حالات کو پرامن رکھنے میں عالمگیر حیثیت حاصل ہے بین الاقوامی حالت کو پرامن رکھنے کے لئے دنیا کے نام نہاد خداؤں نے بھی اپنے قانون بنائے ہیں اور انہیں بدلتے رہے ہیں۔ لیگ آف نیشن اور UNO جیسے ادارے بنائے اور اُن میں ترمیم بھی کرتے رہے ہیں مگر میثاق مدینہ کی بنیاد پر قائم ہونے والا نظام نو ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔

قبل اس کے کہ اس سلسلہ میں مزید روشنی ڈالی جائے میثاق مدینہ کی شرائط کا ذکر کرنا ضروری ہے

سامعین کرام! جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ہجرت فرمائی اس وقت مدینہ کی آبادی دو حصوں میں منقسم تھی ایک بت پرست تھے جن کے دو قبیلے تھے ایک کا نام اوس اور دوسرے کا خزرج۔ اور دوسرے یہود تھے انکے تین قبائل مدینہ میں آباد تھے، بنوقینقاع، بنونضیر، اور بنو قریظہ۔ اسلام کی آمد نے ایک تیسری جماعت مسلمانوں کی پیدا کردی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اس وقت مدینہ کی آبادی میں ایک اور فرقہ ہوگیا جو منافقین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اہل مدینہ کے درمیان ایک معاہدہ کرایا۔ آپ نے یہودیوں اور عربوں کے سرداروں کو جمع کیا اور فرمایا کہ پہلے یہاں صرف دو گروہ تھے مگر اب تین ہوگئے ہیں اس لئے چاہئے کہ آپس میں ایک صلح نامہ قائم ہوجائے چنانچہ آپس کے سمجھوتے کے ساتھ ایک معاہدہ لکھا گیا اس معاہدہ کے الفاظ یہ ہیں۔

(1) جو شخص بغاوت پھیلائے یا دشمنی پیدا کرے اور نظام میں تفرقہ ڈالے تمام معاہدین اُس کے خلاف کھڑے ہوجائیں گے خواہ وہ اُن کا اپنا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

(2) کوئی غیر مومن مکہ کے لوگوں کو اپنے گھر میں پناہ نہیں دے گا نہ اُن کی جائیداد اپنے پاس امانت رکھے گا اور نہ کافروں اور مومنوں کی لڑائی میں کسی قسم کی دخل اندازی کرے گا۔

(3) اگر ایک مشرک دشمن مدینہ پر حملہ کرے تو یہودی مسلمان کا ساتھ دیں گے اور بحصہ رسدی خرچ برداشت کریں گے۔

(4) یہودی قبائل جو مدینہ کے مختلف قبائل کے ساتھ معاہدہ کر چکے ہیں اُن کے حقوق مسلمانوں کے سے حقوق ہونگے۔

(5) یہودی اپنے مذہب پر قائم رہیں گے اور مسلمان اپنے مذہب پر قائم رہیں گے۔

(6) جو حقوق یہودیوں کو ملیں گے وہی اُن کے اتباع کو بھی ملیں گے۔

(7) مدینہ کے لوگوں میں سے کوئی شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر کوئی لڑائی شروع نہیں کر سکے گا لیکن اس شرط کی وجہ سے کوئی شخص اس کے جائز انتقام سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

(8) یہودی اپنی تنظیم میں اپنے اخراجات خود برداشت کریں گے اور مسلمان اپنے اخراجات خود برداشت کریں گے لیکن لڑائی کی صورت میں دونوں مل کر کام کریں گے۔

(9) مدینہ اُن تمام لوگوں کے لئے جو اس معاہدہ میں شامل ہوئے ہیں ایک محترم جگہ ہوگی۔

(10) وہ اجنبی جو شہر کے لوگوں کی حمایت میں آجائیں اُن کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو اصل باشندگان شہر کے ساتھ ہوگا۔

(11) جھگڑے اور فساد خدا اور اس کے رسول کے پاس فیصلہ کرنے کے لئے پیش کئے جائیں گے۔

(12) مکہ والوں اور ان کے حلیف قبائل کے ساتھ شامل ہونے والے کوئی معاہدہ نہیں کریں گے کیونکہ اس معاہدہ کے ذریعہ وہ مدینہ کے دشمنوں کے خلاف متحد ہو چکے ہیں۔

(13) جس طرح جنگ علیحدہ نہیں کی جاسکے گی اسی طرح صلح بھی علیحدہ نہیں کی جاسکے گی لیکن کسی کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ لڑائی میں شامل ہو۔

(14) اگر کوئی شخص ظلم کا کوئی فعل کرے گا تو وہ سزا کا مستحق ہوگا"

اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہودیوں کے ساتھ معاہدہ کی کیا ضرورت تھی؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت فرمانے کے بعد اولین فرصت میں یہودیوں کے ساتھ مندرجہ بالا معاہدہ کیا۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ مدینہ اور اس کے ارد گرد کی سوسائٹی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قانون کے دائرہ میں لانا چاہتے تھے جس کی پابندی ہر ایک پر لازمی تھی انہیں یونہی کھلا نہیں چھوڑنا چاہتے تھے کہ جس کی جو مرضی ہو کرتا پھرے۔ اس معاہدہ کے ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ اور اس کے اردگرد کے قبائل کو باقاعدہ ایک حکومت اور سلطنت کی شکل میں بدل دیا تھا جس کے صدر اور حاکم اعلیٰ آپ خود تھے۔ جیسا کہ اوپر تحریر کئے گئے معاہدہ کے شق نمبر 11 پر مذکور ہے جھگڑے اور فساد خدا اور اس کے رسول کے پاس فیصلہ کرنے کے لئے پیش کئے جائیں گے"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل ایک نہایت دانشمندانہ فعل تھا خاص طور پر اس پس منظر میں کہ جبکہ مسلمان ابھی حالت امن میں نہ تھے۔ اور نہ صرف یہ کہ مسلمان امن میں نہیں تھے بلکہ مخالفت کا سیلاب پہلے سے بھی کہیں زیادہ تیز ہوگیا تھا۔ اور اندرونی بیرونی ہر دو خطروں سے مسلمان گھرے ہوئے تھے۔ بیرونی خطرہ یہ تھا کہ قریش مکہ کی طرف سے کسی بھی وقت حملہ متوقع تھا اور جیسا کہ بعد کے حالات نے اس بات کو صحیح ثابت کردیا کہ قریش کی طرف سے پے در پے مسلمانوں پر جنگیں ٹھونسی گئیں۔ اور اندرونی طور پر یہودیوں اور منافقین کی طرف سے بھی ایک بہت بڑا یہ خطرہ موجود تھا کہ کسی بھی وقت دشمنان اسلام قریش مکہ سے ہاتھ ملا سکتے تھے۔

پس ان حالات میں آنحضرت ﷺ کا یہ فیصلہ نہایت حکیمانہ فیصلہ تھا کہ آپ نے مدینہ کے یہودیوں اور مشرکین کو ایک قانون اور معاہدہ کا پابند کردیا جس کی عدم تعمیل یا قانون شکنی یا غداری کے نتیجہ میں وہ جواب اور سزا کے مستحق تھے۔ اس سلسلہ میں یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال انصاف اور رواداری کے ساتھ یہ معاہدہ طے کیا۔

بے شک ہجرت کے بعد آنحضرت ﷺ کے لئے پہلے سے بھی کہیں زیادہ خطرات بڑھ گئے تھے اور یہ خطرات اس لحاظ سے تھے کہ بیرونی اور اندرونی طور پر مسلمانوں پر حملے کا خوف ہر وقت موجود تھا لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمانوں کی حالت کسی نحیف اور ضعیف بچے کی مانند تھی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی تعداد اتنی ضرور تھی اور انہیں اتنی طاقت حاصل تھی کہ وہ کسی بھی حملے کا منہ توڑ جواب دے سکتے تھے جیسا کہ بعد کے حالات نے دکھا دیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں سے معاہدہ کرنا اس غرض سے ہرگز نہیں تھا کہ آپ کمزور تھے اور یہ معاہدہ آپ کی کسی بزدلی کا نتیجہ تھا بلکہ اس غرض سے تھا کہ اندرونی اور بیرونی فتنوں کا سد باب ہوسکے اور باشندگان مدینہ کے یہودی قبائل جو کہ بزعم خود بہت طاقتور اور فن حرب وضرب میں اپنے آپ کو ماہر سمجھتے تھے ہرگز آنحضرت ﷺ کو اپنا حکم وعدل تسلیم نہیں کرتے۔ پس ان حالات میں جبکہ مسلمانوں کو ایک گونا طاقت حاصل تھی آنحضرت ﷺ نے جو معاہدہ طے کیا وہ انصاف اور رواداری سے لبریز تھا جس میں مشرکین اور یہودیوں پر کسی قسم کا کوئی دباؤ اور جبر کا پہلو نہ تھا۔ ہر ایک کو مکمل آزادی دی گئی تھی البتہ اس بات کا

ضرور خیال رکھا گیا تھا کہ کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جس سے معاشرے کا امن وسکون برباد ہو جائے۔ پس جو معاہدہ آنحضرت ﷺ نے تحریر فرمایا اس کی ایک شق یہ تھی کہ

’’ یہودی قبائل جو مدینہ کے مختلف قبائل کے ساتھ معاہدہ کر چکے ہیں اُن کے حقوق مسلمانوں کے سے ہوں گے‘‘

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو ان کے حقوق کے لحاظ سے مسلمانوں کے برابر رکھا اور نہ صرف یہودیوں بلکہ ان کے حلیفوں کو بھی جن کے ساتھ یہودیوں نے معاہدہ کیا تھا ان کو بھی آنحضرت ﷺ نے برابر کے حقوق عطاء فرمائے اور کسی قسم کی کوئی تفریق نہیں کی۔

معاہدہ کی ایک شق یہ تھی کہ

’’یہودی اپنے مذہب پر قائم رہیں گے اور مسلمان اپنے مذہب پر قائم رہیں گے‘‘

اس شق سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر ایک کو مکمل طور پر مذہبی آزادی عطا فرمائی کہ جو جس مذہب پر رہنا چاہے وہ رہ سکتا ہے۔ گویا آنحضرت ﷺ نے اس دن یہ اعلان فرما دیا کہ کسی یہودی کو اسلام لانے پر زور نہیں دیا جائے گا۔ وہ اپنے مذہب پر آزادی کے ساتھ عمل کر سکتے ہیں اور اپنے مذہبی رسومات اور عبادات آزادی کے ساتھ بجا لا سکتے ہیں اور کسی مسلمان کو یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ ان سے اس معاملہ میں کسی قسم کا اختلاف اور اُن کے مذہبی معاملات میں دخل اندازی کرے۔

یہ کتنی بڑی آزادی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے غیروں کو عطاء کی باوجود اس کے کہ آپ کی بعثت کا مقصد وحید توحید کا قیام تھا اور اس کائنات میں کوئی چیز آپ کو توحید سے زیادہ عزیز نہیں تھی پھر بھی آپ کی طرف سے یہ اعلان عام تھا کہ دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہر شخص اپنی مرضی کا دین اختیار کر سکتا ہے۔

یہ معاہدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لگائے گئے اس الزام کا جواب بھی ہے کہ آپ ﷺ نے دین کے معاملہ میں جبر کی تعلیم دی ہے۔ یہ ایک مستقل مضمون ہے جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ معاہدہ میں یہ باتیں بھی درج کی گئیں تھیں۔

’’کہ جو شخص بغاوت پھیلائے یا دشمنی پیدا کرے اور نظام میں تفرقہ ڈالے تمام معاہدین اس کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے۔ خواہ وہ اُن کا اپنا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص ظلم کا کوئی فعل کرے گا تو وہ سزا کا مستحق ہوگا‘‘

اس سے یہ بات صاف عیاں ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کس قدر امن کے دلدادہ تھے اور ہوتے بھی کیوں نہ کیونکہ اسلام کے معنی ہی امن اور سلامتی کے ہیں اور یہی تعلیم آپ ﷺ دنیا کے لئے لے کر آئے تھے اور رحمۃ للعالمین بن کر آئے تھے پس یہ بات خیال میں بھی نہیں آسکتی کہ آپ ایک قوم کے ساتھ معاہدہ فرمائیں اور اس میں وہ باتیں داخل نہ ہوں جو کہ امن خوشی اور خوشحالی کی ضمانت ہوں۔

پس اُوپر کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے خصوصیت کے ساتھ معاہدہ میں وہ باتیں شامل فرمائیں جس سے کہ لوگ فتنہ و فساد اور بغاوت کے طریق سے بچتے رہیں اور تا مدینہ اور اُس کے اردگرد ایک پرامن معاشرہ قائم ہو سکے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور سیرت کا ظہور:۔

عھد کی پابندی :

آنحضرت ﷺ جو بھی معاہدہ کرتے اس کی پابندی فرماتے اور آپ کی طرف سے کبھی بھی کسی معاہدے کی خلاف ورزی نہیں ہوئی جبکہ آپ کے مخالفین اکثر عہد شکنی کرتے تھے۔ حلف الفضول حالانکہ کوئی ایسا معاہدہ نہیں تھا جو کہ دو اقوام کے مابین ہوا ہو بلکہ وہ صرف آنحضرت ﷺ اور مکہ کے چند نوجوانوں کا اپنی ذات سے کیا ہوا ایک عہد تھا کہ وہ ہر حال میں مظلوم کی مدد کریں گے۔ آنحضرت ﷺ کو اس عہد کا بھی اتنا پاس تھا کہ آپ نے ایک لمبا عرصہ گزرنے کے بعد بھی ایسے مظلوم کی مدد فرمائی جس کے پیسے ابوجہل نے دبائے ہوئے تھے اور آپ اس کی مدد کے لئے بے دھڑک ابوجہل کے پاس پہنچ گئے پورا مکہ آپ کا دشمن بنا ہوا تھا اور ابوجہل ان میں سے سب سے بڑھا ہوا تھا۔ ایسے میں آپ کی جان کو بھی خطرہ ہو سکتا تھا لیکن آپ نے اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی اور مظلوم کو اس کا حق دلوایا۔ پس کجا یہ کہ آپ کسی ایسے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے جو باقاعدہ دو قوموں کے درمیان ہوا ہو۔ ہر معاہدہ جو آپ نے کیا اس کو دل و جان سے نبھایا لیکن آپ کے مخالفین نے اُن معاہدات کی کچھ پرواہ نہیں کی اور جب انہیں موقع ملا اُسے توڑ دیا۔ چنانچہ اس معاہدہ میں یہود کے قبائل یکے بعد دیگرے بدعہدی کے شکار ہوئے اور اس کا انجام انہیں بھگتنا پڑا۔

اس معاہدہ کے بعد ایک اور معاہدہ آنحضرت ﷺ نے قریش مکہ کے ساتھ کیا جو صلح حدیبیہ کے نام سے تاریخ اسلام میں مشہور ہے اس معاہدہ میں بھی قریش مکہ کی طرف سے بدعہدی ہوئی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مکہ کی عظیم الشان فتح سے نوازا اور دشمن ذلیل و خوار ہوئے۔

اسلام نے عہد کی پابندی پر بہت زور دیا ہے اور آنحضرت ﷺ پوری طرح اس تعلیم پر دل و جان سے کاربند رہے اور اپنی امت کو بھی سختی سے اس پر کاربند رہنے کی تعلیم دی۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ عَنہ مَسْوْ لاً۔ کہ اپنے عہد کو پورا کیا کرو تمہارے کئے گئے عہد کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کس حد تک اس کو نبھایا اور اس کی پابندی کی۔ پس آنحضرت ﷺ کی شان سے یہ بعید تھا کہ اپنے معاہدات کی پابندی نہ کرتے بلکہ جب کبھی اس کی خلاف ورزی ہوئی وہ آپ کے مخالفین کی طرف سے ہی ہوئی ہے۔

خاکسار وقت کے لحاظ سے اس کی تفصیل میں نہیں جا سکتا چنانچہ آنحضرت ﷺ کی قائدانہ صلاحیت کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’اور جب دوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اور اقتدار اور ثروت کا زمانہ تو اُس زمانہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفار کا انہی اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا دکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا ان کے محتاجوں کو مال سے مالا مال کر دیا اور قابو پا کر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپ کے اخلاق دیکھ کر گواہی دی کہ اگر کوئی خدا کی طرف سے اور حقیقتاً راستباز نہ ہو یہ اخلاق ہرگز نہیں دکھلا سکتا یہی وجہ ہے کہ آپ کے دشمنوں کے پرانے کینے یکلخت دور ہو گئے آپ کا بڑا بھاری خلق جس کو آپ نے ثابت کر کے دکھایا وہ خلق تھا جو قرآن شریف میں ذکر فرمایا گیا ہے اور وہ یہ ہے:۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِی وَ نُسُکِی وَمَحْیَا یَ وَ مَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (الانعام 163) یعنی اُن کو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا مرنا جینا خدا کی راہ میں ہے یعنی اس کا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور نیز اس کے بندوں کے آرام دینے کے لئے ہے تا میرے مرنے سے ان کو زندگی حاصل ہو۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 447)

لیا ظلم کا عفو سے انتقام

علیک الصلوٰۃ علیک السلام

سامعین کرام! دیگر معاہدات کی طرح اس معاہدہ میں قانونی زبان کا ٹھوس استعمال اور اس کی ترتیب آنحضرت ﷺ کے ٹھوس علم کا ثبوت ہیں جو یقیناً خدائے واحد کی عطاء ہیں۔ یہ معاہدات اس بات کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں کہ آپ کی زندگی کا واحد مقصد خدائے قہار کی بادشاہت اور حکومت اس دنیا میں قائم کرنا تھا آپ کو اپنی ذات یا ذاتی وقار یا شہرت سے ہرگز دلچسپی نہ تھی بلکہ آپ کا قوی ایمان اور یقین تھا کہ

لَہٗ ملک السمٰوٰتِ و الارضَ

(الحدید)

لِلّٰہ میراث السمٰوٰتِ و الارضِ

(الحدید)

لَہٗ مَا فِی السمٰوٰتِ والارضِ

(البقرۃ)

کہ آسمان اور زمین کی بادشاہت اللہ کی ہے یہ معاہدات اس بات پر روشنی ڈالتے ہیں کہ آپ نے اللہ کی مشیت کے مطابق اور اسکی حکمرانی کی خاطر اپنے مشن کا آغاز کیا اور اللہ کی مدد سے آپ تا دم وصال نہایت کامرانی سے اس مشن کی کامیابی کے لئے کوشاں رہے۔

بہر حال مذہبی رواداری اور قیام امن کے اصولوں کے ساتھ آپ نے ایک ایسا چارٹر عطاء فرمایا جس میں مذہب اسلام کے متعلق یہ بتایا کہ اسلام ہر قوم کی خوبی کو تسلیم کرنے کی تعلیم دیتا ہے کسی بھی مذہب کے پیروکاروں کے متعلق یہ کہنے سے منع کیا کہ وہ اپنے مذہب کو دھوکا اور فریب سے مانتے ہیں۔ چوتھی تعلیم یہ دی کہ جب کسی سے مذہبی بحث ہو تو جوش میں آ کر گالیوں پر نہ اُتر جاؤ۔ پانچویں ہدایت یہ دی کہ صرف مذہب کے اختلاف کی وجہ سے کسی قوم پر حملہ نہیں کرنا چاہئے۔ چھٹا حق آپ نے غیر مسلم اقوام کا یہ قرار دیا کہ خواہ کسی قوم سے عہد ہو تم اُسے قائم رکھو۔ آپ نے مسلم اور غیر مسلم کے تمدنی حقوق ایک جیسے قرار دیئے۔ آٹھویں تعلیم آپ نے یہ دی کہ غلاموں کی آزادی میں مسلم اور غیر مسلم میں کوئی امتیاز نہ کیا جائے۔ نویں تعلیم آپ نے یہ دی کہ جہاں اسلامی حکومت ہو وہاں مسلمان پر زیادہ اور دوسروں پر کم بوجھ رکھا جائے۔ اور آپ ﷺ نے ان تمام ہدایات پر عملی رنگ میں اپنا نمونہ پیش کیا جس کی تفصیل اس مختصر وقت میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 526 تا 535)

سامعین کرام:۔ سیدنا حضرت المصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ باہمی معاہدات کے متعلق اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ اس قدر عہد کی پابندی کرو کہ جس قوم سے تمہارا معاہدہ ہے اس سے جس جس قوم کا معاہدہ ہے وہ بھی اگر عملاً جنگ میں شامل نہ ہو تو خواہ وہ ایک برسر جنگ قوم کا حصہ ہی ہو تو اس سے جنگ نہ کرو۔ ایک قوم جو معاہدہ کر چکی ہے اگر اس سے شرارت کا خطرہ ہے تو حکم دیتا کہ باوجود اس کی شرارت کے یہ نہ کرو کہ اچانک اس پر حملہ کر دو اور موقع سے فائدہ اُٹھاؤ بلکہ اس کو پہلے نوٹس دو کہ ہم معاہدہ کو ختم کرتے ہیں کیونکہ تمہاری طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ اس کا اعلان کر کے پھر اگر وہ باز نہ آئیں تو پھر بے شک جنگ کر سکتے ہو یونہی نہیں۔

AEM

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.

Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221

Tel.: 0671 - 2112266, Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

مگر امن کے قیام کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ ایک ملک جنگ کے لئے تیار رہے تا شریر اور کمینہ دشمن اس کی کمزوری کو دیکھ کر اس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھانا چاہے۔ پس فرمایا کہ خود تو دوسرے کے ملک سے ناجائز فائدہ نہ اُٹھانا چاہو لیکن دوسری اقوام جب تک موجود ہیں جنگ کا خطرہ ہے پس اپنے طور پر دفاع کے لئے پوری طرح تیار رہو۔ تا تمہاری کمزوری دوسرے کو جنگ کی تحریک نہ کردے۔

اگر جنگ ہو جائے تو اس وقت کیلئے حکم دیتا ہے کہ عورتوں، بچوں اور اپنی عمر کو مذہبی کاموں کے لئے وقف کر دینے والوں اور بوڑھوں کو کچھ نہ کہو، صرف ان لوگوں کو مارو اور لڑائی میں مارو جو جنگ کر رہے ہوں اور اگر کوئی ہتھیار رکھ دے اور کہے کہ میں نہیں لڑتا تو پھر اس کو قتل کرنا ناجائز ہوگا۔ کسی ملک کا بے فائدہ نقصان بھی نہ کرو جب تک کوئی بھی صورت دشمن کے زیر کرنے یا اپنے بچانے کی ہے اس کے کھیتوں اور درختوں اور مکانوں کو بچاؤ اور بلا سبب اس غرض سے نقصان نہ پہنچاؤ کہ بعد میں ان کی حکومت کمزور رہے گی اور اگر کوئی صلح کا پیغام دے تو اس خیال سے کہ اُس کے دل میں شرارت ہے وہ صرف وقفہ چاہتی ہے صلح سے انکار نہ کرو بلکہ جب تک شرارت ظاہر نہ ہو جنگ کو مٹانے اور صلح کرنے کی کوشش کرو۔

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 13-212)

میثاق مدینہ وہ زندہ و جاوید معاہدہ ہے جس سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو نصیحت فرمائی کہ:۔

”جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے دنیا کی سیاست کو روشناس کرائے اور **جس ملک میں بھی احمدی بستے ہیں** وہ ایک جہاد شروع کر دیں ان کو بتائیں کہ تمہارا آخری تجزیہ ہی یہ بتاتا ہے کہ تمہارے ہر قسم کے خطرات کی بنیاد خود غرضی اور ناانصافی پر ہے دنیا کی قوموں کے درمیان جو چاہیں نئے معاہدات کرلیں جس قسم کے نئے نقشے بنانا چاہتے ہیں بنائیں اور ان کو اُبھاریں، لیکن جب تک اسلامی عدل کی طرف واپس نہیں آئیں گے۔ (واپس کیا؟ وہ چلے ہی نہیں تھے وہاں سے) اس لئے یوں کہنا چاہئے جب تک اسلامی عدل کی طرف نہیں آئیں گے۔ جب تک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں پناہ نہیں لیں گے جو تمام جہانوں کے لئے ایک رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے۔

اس لئے صرف اور صرف آپ کی تعلیم ہے جو بنی نوع انسان کو امن عطا کر سکتی ہے۔ باقی ساری باتیں ڈھکوسلے ہیں جھوٹ ہیں سیاست کے فسادات ہیں ڈپلومیسی کے دجل ہیں۔ اس کے سوا ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ پس امن عامہ کے قیام کی خاطر یا امن عالم کے قیام کی خاطر آج صرف جماعت احمدیہ ہے جس نے صحیح خطوط پر ایک عالمی جہاد کی بنیاد ڈالنی ہے۔ اس لئے میں آپ سب کو اس امر کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ دنیا سے تعصّبات کے خلاف جہاد شروع کریں اور دنیا سے ظلم و ستم کو مٹانے کے لئے جہاد شروع کریں۔ سیاست سے عدل کو روشناس کرانے کے لئے جہاد شروع کریں۔ اگر یہ سب کچھ ہو تو (United Nations) یعنی اقوام متحدہ کی سوچ میں ایک انقلابی تبدیلی برپا ہو جائے گی۔ پھر اقوام متحدہ کی بہت سی کمیٹیاں ایسی بنائی جائیں گی جو جس قسم کے خطرے میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں ان کے اوپر غور کرنے کے لئے اور اُن خطرات کے ازالے کی خاطر وہ کام شروع کریں گی اور اُس کے لئے ان کو دنیا میں ایسے منصف مزاج سابق میں عدلیہ سے تعلق رکھنے والے کارکن مل سکتے ہیں۔ جن کے انصاف کے اُوپر دنیا کو شک نہیں ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 نومبر 1990ء)

سامعین کرام! خلاصہ کلام یہ ہے کہ میثاق مدینہ میں آنحضرت ﷺ کی سیرت حبُ الوطنی نظر آتی ہے۔ حُبِّ انسانیت کی سیرت نظر آتی ہے مذہبی رواداری کی سیرت نظر آتی ہے بین الاقوامی امن عالم قائم کرنے کی سیرت نظر آتی ہے مدبرانہ صلاحیت کی سیرت نظر آتی ہے ایک عادل اور حلیم بادشاہ کی سیرت نظر آتی ہے۔ غرض ایک کامل قوتوں والے انسان کے اندر جسقدر اوصاف پائے جانے چاہئیں وہ سارے کے سارے اپنی پوری شان اور عظمت کے ساتھ محمد ﷺ میں پائے جاتے تھے۔ آپ کے اندر شجاعت بھی پائی جاتی تھی، سخاوت بھی پائی جاتی تھی احسان بھی پایا جاتا تھا، وفاداری بھی پائی جاتی تھی تحمل بھی پایا جاتا تھا، رحم بھی پایا جاتا تھا، حلم بھی پایا جاتا تھا، ایثار بھی پایا جاتا تھا، دیانت بھی پائی جاتی تھی۔ تواضع بھی پائی جاتی تھی۔ اخوت بھی پائی جاتی تھی، غیرت بھی پائی جاتی تھی، شکر بھی پایا جاتا تھا، استقلال بھی پایا جاتا تھا، وقار بھی پایا جاتا تھا، بنی نوع انسان کی خیر خواہی بھی پائی جاتی تھی، بلند ہمتی بھی پائی جاتی تھی، صبر بھی پایا جاتا تھا، رافت بھی پائی جاتی تھی، بدی کے مقابلہ کی طاقت بھی پائی جاتی تھی۔ قوت برداشت بھی پائی جاتی تھی۔ جفاکشی بھی پائی جاتی تھی۔ سادگی بھی پائی جاتی تھی، صلہ رحمی بھی پائی جاتی تھی۔ سچائی بھی پائی جاتی تھی۔ غرباء پروری بھی پائی جاتی تھی، مصیبت زدوں کی مدد کی خواہش بھی پائی جاتی تھی، مہمان نوازی بھی پائی جاتی تھی۔ بزرگوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت بھی پائی جاتی تھی۔ محبت الٰہی بھی پائی جاتی تھی، توکل بھی پایا جاتا تھا، عبادت کی محافظت بھی پائی جاتی تھی، غرض کونسی خوبی تھی جو آپ میں نہ پائی جاتی ہو۔ اور کون سا کمال تھا جو آپ میں موجود نہ ہو۔

(تفسیر کبیر حصہ پنجم صفحہ 400)

پس میثاق مدینہ کے آئینہ میں رسول پاک ﷺ کی سیرت کے ان پہلوؤں کو دیکھنے کے بعد بے ساختہ دل سے نکلتا ہے کہ۔

بھیج درود اُس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار

وقفِ نو میں شمولیت کے لئے درخواست بھجوانے والے

والدین سے ضروری گزارش

(ڈاکٹر شمیم احمد - انچارج شعبہ وقفِ نو مرکزیہ لندن)

وقفِ نو میں شمولیت کے لئے اکثر والدین اب خط لکھنے کی بجائے فیکس کا استعمال کر رہے ہیں۔ فیکس کے ضمن میں جو مشکلات پیش آ رہی ہیں انہیں مدِ نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل امور پیش کئے جا رہے ہیں اور گزارش کی جاتی ہے کہ انہیں ملحوظ رکھا جائے۔

1۔ کوشش کی جائے کہ فیکس کے لئے بڑے سائز کا کاغذ استعمال نہ کیا جائے۔ کاغذ اگر A-4 سائز سے بڑا ہوگا تو فیکس کے پرنٹ میں بہت کچھ لکھائی کٹ جائے گی۔

2۔ جب فیکس کے لئے خط لکھیں تو ہمیشہ سفید کاغذ استعمال کریں۔ رنگ دار کاغذ کا پرنٹ بعض دفعہ بالکل سیاہ ہو جاتا ہے جسے پڑھا نہیں جا سکتا۔ اگر آپ کا پتہ کٹ گیا تو آپ کو جواب نہیں دیا جا سکے گا۔

3۔ کاغذ ہمیشہ بغیر لائن والا استعمال کریں۔ لائن والے کاغذ کا پرنٹ بعض دفعہ صحیح نہیں نکلتا یا لکھائی کٹ جاتی ہے۔

4۔ لکھنے کے لئے نیلی سیاہی یا پینسل کی بجائے کالی سیاہی استعمال کی جائے تا کہ پرنٹ اچھا اور صاف نکل سکے۔ اگر اردو ٹائپ کرنے کی سہولت حاصل ہو تو بہت بہتر ہوگا کہ خط اردو میں ٹائپ کر کے فیکس کیا جائے۔

5۔ اس بات کو مدنظر رکھیں کہ خط مختصر ہو اور ایک صفحہ سے زائد نہ ہو۔ بعض لوگ کئی صفحات پر مشتمل فیکس کرتے ہیں جن میں سے بعض صفحات پرنٹ نہیں ہوتے اور پتہ نہیں لگتا کہ لکھنے والے نے کیا لکھا تھا۔

6۔ خط کے چاروں طرف کم از کم ایک انچ کا حاشیہ ضرور چھوڑا جائے، بعض لوگ حاشیہ بالکل نہیں چھوڑتے اور انتہائی اوپر سے لکھتے ہوئے آخر تک لکھتے چلے جاتے ہیں نہ دائیں طرف اور نہ ہی بائیں طرف جگہ چھوڑتے ہیں جس کی وجہ سے پرنٹ میں اُن کا نام اور پتہ کٹ جاتا ہے۔ ایسے خطوط پر کارروائی نہیں کی جا سکتی۔

7۔ وقف کی درخواست اگر والد کی طرف سے ہو تو وہ اپنی اہلیہ کا نام اور اسی طرح اگر والدہ کی طرف سے ہو تو وہ اپنے خاوند کا نام ضرور درج کریں۔ یہ بھی نوٹ کر لیا جائے کہ وقف نو میں شمولیت کی درخواست صرف والدین کر سکتے ہیں۔ وقفِ نَو کی اصولی ہدایات کے تحت رشتہ داروں اور عزیزوں کی طرف سے لکھی گئی درخواستوں کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

8۔ درخواست ہے کہ اپنے ناموں کو احتیاط سے اور ہمیشہ ایک طرح لکھا کریں۔ بعض لوگ اپنے نام احتیاط سے نہیں لکھتے یا نام بدلتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے ریکارڈ میں خرابی ہونے کا احتمال ہے مثلاً اگر کسی کا نام عبدالماجد احمد طارق ہے تو ہمیشہ ایسا ہی لکھا جانا چاہئے۔ اسے اگر طارق احمد ماجد لکھا جائے گا تو اس سے ریکارڈ میں خرابی ہونے کا خدشہ ہے کیونکہ کمپیوٹر بدلتے ہوئے ناموں کو نہیں سمجھ سکتا۔

9۔ فیکس کرنے کے بعد چیک کیا جانا چاہئے کہ کیا فیکس دوسری طرف پہنچ گئی ہے کہ نہیں۔ بعض مشینوں میں یہ سہولت ہوتی ہے کہ وہ رسید بھی پرنٹ کر دیتی ہیں جس سے اطمینان ہو جاتا ہے کہ فیکس دوسری جانب پہنچ گئی ہے۔

10۔ جو احباب وقف کی درخواستیں ربوہ بھجواتے ہیں وہ کافی عرصہ کے بعد لندن پہنچتی ہیں اس لئے کوشش کریں کہ وقف کی درخواستیں براہ راست لندن کے پتہ پر بھجوائی جائیں۔ اسی طرح جو لوگ وقف کی درخواستیں اپنی مقامی جماعت میں جمع کرواتے ہیں وہ بھی بہت دیر کے بعد لندن موصول ہوتی ہیں۔ اس لئے اسی لحاظ سے جواب تاخیر سے ملے گا۔

11۔ گزارش ہے کہ وقف کی درخواست میں صرف وقف کا ذکر کیا جائے بقیہ امور کے لئے الگ خط تحریر کیا جائے۔ اگر نام تجویز کرنے کی درخواست ایک ہی خط میں کر دی جائے تو بہت بہتر ہوگا۔

12۔ بعض مجبوریوں کی بنا پر پاکستان کی ڈاک براہ راست گھروں کے ایڈریس پر نہیں بھجوائی جاتی اس لئے جواب پہنچنے میں دیر لگتی ہے۔ پاکستان کے احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ درخواست بھجوانے کے کچھ عرصہ بعد اپنی مقامی جماعت سے رابطہ کیا کریں اور وہاں سے جواب حاصل کریں۔

13۔ درخواست پر اپنا مکمل پتہ ضرور لکھا جانا چاہئے جس کے بغیر جواب کی توقع نہیں رکھی جانی چاہئے۔ اسی طرح گھر کا یا موبائل فون نمبر اور اگر ای میل ایڈریس ہو تو وہ بھی ضرور درج کریں۔ شعبہ وقف نو آپ سے فون کے ذریعہ رابطہ کر سکتا ہے۔

14۔ بعض احباب حوالہ نمبر کے لئے یا دیگر امور کے لئے مختلف شعبوں کو لکھتے رہتے ہیں۔ نوٹ فرمالیں کہ وقف نو کے تمام امور کے لئے نیز حوالہ نمبر کے لئے صرف انچارج شعبہ وقفِ نَو لندن کو لکھا جانا چاہئے اور اس میں مکمل تفصیل درج ہونی چاہئے یعنی نام والد، نام والدہ، نام دادا، نام واقف اور اس کی تاریخ پیدائش اور گھر کا مکمل پتہ۔ اگر آپ کا ای میل ایڈریس ہو اور وہ صاف حروف میں لکھا ہوا ہو تو حوالہ نمبر آپ کی خدمت میں ای میل کے ذریعہ بھی بھجوایا جا سکتا ہے۔ 15۔ وقف نو کے امور کے لئے شعبہ وقف نو سے ای میل کے ذریعہ بھی مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ کیا جا سکتا ہے: waqfenoulondon@hotmail.co.uk

اس بات کی درخواست کی جاتی ہے کہ یہ ای میل صرف وقف نو کے متعلقہ امور کے لئے استعمال کی جائے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 28 اکتوبر 2011 صفحہ 4)

جلسہ سالانہ قادیان 1948 کا ایک یادگار تاریخی سفر

(شہاب احمد اڈمنٹن کینڈا)

دسمبر 1948 کی ایک سرد رات تھی اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں میرا یہ پہلا سال تھا۔ ہم لوگ اپنے کمرہ میں حسب معمول پڑھنے کی بجائے خوش گپی میں مصروف تھے اچانک کسی نے دروازہ پر دستک دی اجازت ملنے پر ادھیڑ عمر کے ایک شخص کمرہ میں داخل ہوئے اور مجھے ہی مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا ''آپ کا نام شہاب احمد ہے میرے ہاں کہنے پر انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ جلسہ سالانہ پر قادیان جارہے ہیں اور آپ کے نانا نے مجھے اسلئے بھیجا ہے کہ آپ بھی قادیان چلیں۔ (بعد میں معلوم ہوا کہ ان بزرگ کا نام محمد عقیل تھا اور میرے نانا سے مراد میرے نانا مرحوم کے چھوٹے بھائی سید وزارت حسینؓ تھا جو ان دنوں بہار کے صوبائی امیر تھے۔ میرے نانا سید ارادت حسین تو نومبر 1931 میں فوت ہو چکے تھے انہوں نے مزید بتایا کہ انہوں نے ہمیں اس لئے پہچانا کہ میری شکل میرے بڑے بھائی شاہ شکیل احمد سے مشابہ تھی)

ان بزرگ کا یہ کہنا کہ ہم لوگ قادیان جارہے ہیں۔ 1948 میں پنجاب کے حالات کے مطابق نا قابل یقین تھا ان سالوں میں سارا مشرقی پنجاب مسلمانوں سے خالی ہو گیا تھا وہاں مسلمانوں کا رہنا داخل ہونا موت کو دعوت دینا تھا۔ حالات اس قدر خراب تھے کہ ہمارے پیارے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بادل ناخواستہ قادیان سے ہجرت کرنی پڑی صرف 313 مرد درویشان اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھتے ہوئے مقامات مقدسہ کی حفاظت کی خاطر خطرناک ترین حالات میں بھی وہاں پہاڑ کی طرح ڈٹے رہے۔ کسی کے دل میں یہ شبہہ نہ ہوا کہ نعوذ باللہ حضرت مصلح موعودؓ اپنی جان بچانے کی خاطر قادیان سے ہجرت کر گئے۔ ان کی ہجرت اپنے فرائض کو نبھانے کی خاطر تھی نہ کہ جان بچانے کی خاطر۔ حضرت عیسیٰؑ نے فلسطین سے جان بچانے کی خاطر ہجرت نہیں کی بلکہ اسلئے کی کہ بنی اسرائیل کے زیادہ تر قبیلے کشمیر وغیرہ کے علاقوں میں آباد تھے۔ رسول کریمؐ نے مکہ سے مدینہ اسلئے ہجرت نہیں کی کہ انہیں اپنی جان بچانی تھی بلکہ اپنے فرائض کو تیز تر کرنا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عیسیٰ کو کشمیر کے علاقہ میں جو کامیابی ہوئی وہ فلسطین میں نہ ہو سکی اسی طرح اسلام کی ترقی جس تیز رفتاری سے مدینہ سے ہوئی وہ مکہ سے نہ ہو سکی۔ اسی طرح احمدیت کو جو ترقی ربوہ سے ہوئی وہ قادیان سے نہ ہو سکی اسکے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ''داغ ہجرت'' کسی ایسی مصلحت کے مطابق حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ پورا ہوا جو مثیل مسیح تھے۔ اس کے برعکس Socrates یا سقراط کی ایک مثال ہے اس نے زہر کا پیالہ پی لیا لیکن اپنا شہر نہ چھوڑا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کا مشن اسی شہر تک محدود تھا علاوہ ازیں Socrates کے جو حالات ہمیں ملے ہیں وہ کوئی قطعی نہیں (ان امور کی تفصیل سوانح فضل عمر میں بیان ہوئی ہے)

اب میں اپنے اصل مضمون کی طرف آتا ہوں پنجاب کے حالات کے مدنظر نو وارد کا بیان کہ ہم لوگ قادیان جارہے ہیں نا قابل یقین تھا پھر بھی میں نے اس غیر متوقع خبر میں ایک لمحہ کیلئے بھی شک نہیں کیا اور فوراً سفر کیلئے راضی ہو گیا کیونکہ یہ اللہ کا ایک خاص فضل تھا جو بغیر مانگے ملا میں سرسید ویسٹ ہاسٹل میں رہتا تھا قریب کے عثمانیہ ہوسٹل میں ایک دوسرے احمدی طالب علم حمزہ بن عبد القادر رہتے تھے میں اپنے مہمان کو لیکر ان کے پاس گیا اور یہ خوش قسمت بھی خبر سنتے ہی قادیان جانے کیلئے راضی ہو گئے۔ پھر ہم دونوں نے اپنے مہمان کو ایک ریسٹورینٹ میں رات کا کھانا کھلایا اور میرے ہی کمرہ میں باسانی ان کے قیام کا انتظام ہو گیا یہ مبارک سفر مولوی بشیر احمد مرحوم جو ان دنوں دہلی کے مبلغ اور شاید امیر بھی تھے کی انتھک کوششوں کا ثمر تھا۔ دوسرے دن ہم تینوں عازم دہلی ہوئے اور بخیر و عافیت وہاں پہنچ گئے۔

دہلی پہنچنے پر میں نے اپنے مندرجہ ذیل رشتہ داروں کو موجود پایا سید وزارت حسین ڈاکٹر سید منصور احمد سید اختر احمد اور رینوی شاہ شمیم احمد۔ اسکے علاوہ بہار سے حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری اور ایک نوجوان پال صاحب بھی تھے کلکتہ سے بھی کئی احباب تھے۔ لیکن مجھے انور احمد کاہلون کے سوا کسی کا نام یاد نہیں۔ 65 سال کے اس لمبے عرصہ میں یہ سب احباب اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ جن لوگوں کو میں نہیں جانتا تھا ان کے متعلق کوئی علم نہیں۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ 65 سال کے بعد اس مبارک سفر کے حالات قلمبند کر رہا ہوں۔

یہ مبارک سفر مولوی بشیر احمد مرحوم جو ان دنوں دہلی کے مبلغ اور شاید امیر بھی تھے کی انتھک کوششوں کا ثمر تھا۔ حکومت ہند نے ایک صد احمدیوں کے قادیان جانے کی اجازت اور حفاظت کی ذمہ داری لی تھی لیکن اجازت نامہ اس قدر دیر سے ملا کہ بمشکل 70 احمدی وقت پر دہلی پہنچ سکے۔ مولوی بشیر احمد صاحب کے غیر احمدی ہمسایوں سے بہت دوستانہ تعلقات تھے اس لئے ہم لوگوں کے قیام کا انتظام انہیں کے گھروں میں تھا۔

دوسرے دن ہم لوگ مولوی بشیر احمد صاحب کی سرپرستی میں دہلی سے عازم قادیان ہوئے۔ حفاظت کی خاطر احمدیوں کیلئے ایک کوچ تھا جس میں کسی دوسرے مسافر کو داخلہ کی اجازت نہ تھی اس کے علاوہ فوج اور پولیس کے لئے الگ الگ کوچ تھے۔ صوبہ یوپی میں یوپی پولیس اور پنجاب میں پنجاب پولیس تھی لیکن جو فوجی تھے وہ دہلی سے قادیان اور قادیان سے واپسی پر دہلی تک ہمارے ساتھ رہے۔

ہمیں محافظین کی طرف سے ہدایت تھی کہ ہم میں سے کوئی پلیٹ فارم پر قدم نہ رکھے بوقت ضرورت کوئی محافظ کھانا بیچنے والے ہاکرز کو ہمارے کوچ کے سامنے لے آتے تھے حفاظت کی خاطر ہمیں دہلی سے امرتسر اور واپس دہلی مختصر نہیں بلکہ لمبے راستہ سے سفر کرایا گیا جو حالات کے عین پیش نظر تھا ان دنوں ہندوستانی پنجاب میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کی سخت آگ بھڑکی ہوئی تھی جس کی ایک مثال پیش خدمت ہے۔ ہم لوگوں نے کسی اسٹیشن پر کسی ہندو یا سکھ کا یہ فقرہ سنا ''یہاں ان لوگوں کی یہ شان ہے لیکن پاکستان میں ہم لوگوں کیلئے تلوار ہی تلوار ہے''۔ یہ بات اپنی جگہ صحیح یا غلط لیکن ہم لوگوں نے خود یہ محسوس کیا کہ ہم لوگ آج اسی شان سے سفر کر رہے ہیں جس طرح گورنر وغیرہ کرتے ہیں۔ الحمد للہ لیکن ساتھ ہی ہمیں اپنے ہی ہم سفروں میں سے کسی کا یہ دلخراش جملہ سننا پڑا کہ ہم لوگ قادیان جارہے ہیں لیکن افسوس کہ حضور یعنی حضرت مصلح موعودؓ وہاں نہ ہوں گے۔ سفر شروع کرنے کے دوسرے دن ہم لوگ امرتسر اور پھر قادیان پہنچ گئے۔ امرتسر اسٹیشن پر ہمیں دو سال قبل یعنی 1946 کا سفر یاد آ گیا۔ اس سال امرتسر سے قادیان کی ٹرین میں صرف احمدی ہی احمدی تھے اور آج یہ حالت ہے کہ صرف 70 احمدی اس قدر سخت حفاظت میں سفر کر رہے ہیں لیکن پھر بھی خوش اور اللہ کے مشکور تھے کہ ہم اپنی محبوب بستی جارہے ہیں۔

جب ہماری گاڑی قادیان اسٹیشن پہنچی تو ڈبہ کے اندر سے ہی ایک باریش روحانی چہرہ نظر آیا اور میرے دل سے فوراً یہ صدا نکلی کہ اب قادیان میں ایسے ہی روحانی بزرگ رہتے ہیں بعد میں معلوم ہوا کہ انکا اسم شریف مولانا عبد الرحمٰن جٹ ہے وہ 1947 سے 1977 (یعنی اپنی وفات تک) قادیان کے امیر ناظر اعلیٰ اور صدر صدر انجمن احمدیہ رہے بلا شبہ وہ قربانی کے پتلے اور علم میں یکتا تھے۔ ہم حفاظتی انتظام کے تحت احمدی محلّہ پہنچائے گئے۔ 1946 اور 1948 کے قادیان میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ تقسیم ہند تک قادیان کی 99 فیصد آبادی احمدیوں پر مشتمل تھی اب اس کے برعکس ہے۔

ان دنوں قادیان میں بھائی عبد الرحیم (سابق جگت سنگھؓ) بھائی عبد الرحمٰن (ہریش چند) میاں وسیم احمد، ملک صلاح الدین، مولانا شریف احمد امینی۔ مولانا حکیم محمد دین۔ مکرم فیض احمد گجراتی وغیرہ بزرگ موجود تھے۔ افسوس اس 65 سال کے عرصہ میں 313 درویشوں میں اب صرف چند (الحمد للہ اس وقت 19 درویش حین حیات ہیں۔ ادارہ) بقید حیات ہیں اور ان میں سے بھی بعض صاحب فراش۔

بہر حال ہمارا جلسہ حسب معمول 26 تا 28 دسمبر 1948 مولانا سید سرور شاہؓ کے مکان کے سامنے منعقد ہوا اور کئی سالوں تک وہیں ہوتا رہا 1947 میں یہ جلسہ مسجد اقصیٰ میں ہوا اور اس سے قبل برسوں مسجد نور کے سامنے ہوتا تھا۔

1948 کے جلسہ میں پاکستان سے بھی جو احباب تشریف لائے تھے وہ اپنے ساتھ سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی معرکۃ الآرا نظم۔

خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو

لائے جو انہوں نے اپنے بھتیجہ میاں وسیم احمد کے نام بھیجی تھی جلسہ کے موقع پر پڑھی گئی۔ اب قادیان میں صرف 313 درویش تھے۔ سارا شہر ہندوؤں اور سکھوں سے آباد تھا دنیوی لحاظ سے ہم کمزور ہو گئے تھے لیکن جو بات خوشی کی تھی وہ یہ تھی کہ قادیان کا ماحول خالص روحانی ہو گیا تھا دار الذکر ہر وقت نمازیوں سے پر رہتا تھا ہر جگہ عبادت اور دعا کا ماحول تھا ہر احمدی راضی رہتا تھا کہ جماعت کی ہر ممکن کوشش اور انتہائی دعاؤں کے باوجود قادیان پاکستان کا حصہ نہ بن سکا اور خاص الٰہی تقدیر کے تحت قادیان ہندوستان کا حصہ بنا۔ پھر بہت جلد ہمیں یہ مصلحت الٰہی سمجھ میں آ گئی قادیان میں حالات بہتر ہوتے گئے اور پاکستان میں اس کے برعکس جس کے بیان کی اس مضمون میں گنجائش نہیں ہے۔

جلسہ ختم ہونے کے دوسرے دن یعنی 29 دسمبر 1948 کے دن سارے مہمانوں اور چند درویشوں کو قادیان کی سیر کرائی گئی حالات کے مطابق ہمیں نعرہ لگانے کی اجازت نہ تھی سارے قادیان کا منظر ہی بدلا ہوا تھا۔ جن مکانات میں احمدی آباد تھے آج انہیں مکانوں میں سکھ اور ہندو ہیں۔

انہیں ایام میں حضرت مسیح موعودؑ کے عظیم صحابی اور روحانیت کے ستون بھائی عبد الرحمٰنؓ نے زائرین کو مقامات مقدسہ کی زیارت کرائی جب یہ بزرگ اس کمرہ میں زائرین سمیت آئے تو جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور روتے ہوئے فرمایا کہ یہیں ہمارے حضور کام کرتے تھے ہم سبھوں پر بھی اس کا اثر تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے یہی وہ کمرہ تھا جہاں میں نے 29 دسمبر 1941 کے دن 12 سال کی عمر میں حضرت مصلح موعودؓ کی دستی بیعت کا شرف حاصل کیا تھا پھر جنوری 1947 کے پہلے ہفتہ میں حضور کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ آج شاہ قادیان، قادیان میں کیوں نہیں یہ ایک ایسی مصلحت تھی جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

چند دنوں کے قیام کے بعد ہم پروگرام کے تحت اپنی محبوب بستی کو چھوڑنے پر مجبور ہوئے واپسی کے وقت ہمارے ساتھ دو درویشان بھی اس غرض سے شامل تھے کہ یہ دونوں دہلی میں مولوی بشیر احمد صاحب سے علم دین سیکھیں گے اس موقعہ پر مولوی بشیر احمد صاحب نے اعلان کیا کہ وہ اس مبارک تاریخی سفر کے حالات ایک کتابچہ یا رپورٹ میں شائع کریں گے اسلئے چندہ کی تحریک ہے۔ لوگوں نے دل کھول کر وعدے کئے دو صاحب حیثیت احباب نے پچاس پچاس روپیہ کے وعدے کئے ان غریب درویشوں میں سے ایک نے ایک روپیہ اور دوسرے نے سوا روپیہ کے وعدے کئے اور اسی وقت ادا کر دیا نیز اکثر احباب نے اس وقت اپنے وعدے پورے کر دیئے۔ دنیوی لحاظ سے پچاس روپیہ کی رقم سب سے زیادہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ جو قربانی کرنے والے کی نہ صرف رقم بلکہ اس کے خلوص اور حیثیت کو بھی دیکھتا ہے کی نظر میں ان درویشوں کی معمولی رقم سب سے زیادہ تھی۔

ہماری واپسی پھر اسی راستہ سے ہوئی دہلی تک سارا قافلہ ساتھ تھا پھر احباب اپنے اپنے وطنوں کو واپس لوٹے۔ حمزہ بن عبد القادر اور خاکسار بھی بخیر و عافیت علی گڑھ پہنچ گئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ جسمانی طور پر ہم قادیان سے دور تھے لیکن دل وہیں تھا۔

اے قادیاں دار الاماں

اُونچا رہے تیرا نشاں

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 19 /اگست 2011ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مندرجہ ذیل مرحومین کی نماز جنازہ وحاضر پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرمہ سکینہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم شریف احمد صاحب پیرکوٹی مرحوم آف ربوہ) آپ جلسہ سالانہ میں شمولیت کیلئے یوکے آئی ہوئی تھیں اور اپنے بیٹے کے پاس مقیم تھیں۔ اچانک طبیعت خراب ہونے پر ہسپتال داخل کروایا گیا۔ ڈاکٹر نے ہرنیا کی بیماری بتا کر آپریشن کیا لیکن جانبر نہ ہوسکیں اور 16 اگست 2011 کو 76 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت نور محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں۔ انتہائی نیک، قرآن سے محبت کرنے والی تہجد گزار اور با اخلاق خاتون تھیں۔ آپ بچوں کی تربیت کی خاطر گاؤں سے ربوہ شفٹ ہوگئی تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم فہیم احمد صاحب خادم مربی سلسلہ کی والدہ تھیں جو آج کل غانا میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کی میت بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کیلئے لے جائی گئی۔

نماز جنازہ غائب:

☆۔ مکرم قریشی محمد سعید صاحب (سابق کارکن جامعہ احمدیہ ربوہ) ایک لمبی بیماری کے بعد 9 جون 2011 کو لاہور میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم قریشی محمد حنیف صاحب مرحوم المعروف سائیکل سیاح کے بیٹے تھے۔ لمبا عرصہ جامعہ احمدیہ میں بطور کلرک کام کیا۔ ریٹائر ہونے کے بعد بیوت الحمد کالونی میں صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ بعد ازاں محلہ رحمٰن کالونی میں بھی مختلف شعبہ جات میں خدمت کرتے رہے۔ آپ کو فرقان فورس میں بھی خدمت کا موقع ملا۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(۲) مکرمہ امۃ الحیٔ صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب۔ آف ملتان) 15 جولائی 2011 کو 81 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے 25 سال تک مختلف شعبوں میں لجنہ اماء للہ ملتان کی خدمت کی۔ 4 سال لجنہ ملتان شہر کی صدر بھی رہیں۔ آپ کے والد حضرت محمد بشیر چغتائی صاحب دادا حضرت بابو روشن دین صاحب اور نانا حضرت شیخ نیاز محمد صاحب تینوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ مبلغین سلسلہ اور واقفین زندگی کی بہت عزت کرتی تھیں۔ آپ کو خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے پناہ عشق تھا۔ بہت دعا گو سادہ اسلامی شعار کی پابند اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(۳) مکرمہ امۃ الحلیم صاحبہ (اہلیہ مکرم ماسٹر نعمت اللہ صاحب مرحوم۔ آف جرمنی)

19 /جولائی 2011ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ فضل عمر ہسپتال میں بطور سٹاف نرس کام کرتی رہی ہیں۔ 1990ء میں اپنے شوہر اور دو بچوں کے ہمراہ جرمنی آگئیں۔ بہت ملنسار، صوم وصلوۃ کی پابند نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ آپ سے پیار کا سلوک فرماتی تھیں اور انہیں خدمت کا موقعہ ملتا رہتا تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ملک حافظ احمد صاحب ڈرائیور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔

(۴) مکرم عبد السمیع خان صاحب (لاس اینجلس امریکہ)

20 جولائی 2011 کو 71 سال کی عمر میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ محمد ظہور خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ نماز، روزہ کے پابند، تہجد گزار اور مہمان نواز انسان تھے۔ اپنی جماعت میں سیکرٹری آڈیو ویڈیو اور سیکرٹری تبلیغ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغ کا بہت شوق رکھتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم عبد اللطیف خان صاحب ریجنل امیر مڈل سیکس (برطانیہ کے چھوٹے بھائی تھے۔)

(۵) مکرم سردار نور احمد مرتضٰی ڈوگر (ابن مکرم سردار محمد ابراہیم ڈوگر صاحب۔ سابق مختار عام صدر انجمن احمدیہ بوہ) 29 جولائی 2011 کو ربوہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے 1966 میں اپنے والد صاحب کی خواہش پر محکمہ پٹوار کی ملازمت سے استعفیٰ دے کر زندگی وقف کی اور نظامت جائیداد میں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ لمبا عرصہ بطور مختار عام صدر انجمن احمدیہ پاکستان بہت اخلاص اور محنت سے جماعتی خدمت بجالاتے رہے۔ مالی تحریکات اور جماعتی پروگراموں میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیتے تھے اور نمازوں کی بہت پابندی کرتے تھے خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم مظفر احمد ڈوگر صاحب مربی سلسلہ (ایم ٹی اے ربوہ) کے والد تھے۔

(٦) مکرم چوہدری محمد انور صاحب (چک جھمرہ ضلع فیصل آباد)

9 مارچ 89ء سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قیام پاکستان کے بعد سے لیکر 2000 تک جماعت احمدیہ چک جھمرہ ضلع فیصل آباد کے سیکرٹری مال رہے۔ لازمی چندہ جات کے علاوہ تمام تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ آپ کے پاس جو بھی جیب خرچ ہوتا کسی نہ کسی تحریک میں پیش کر دیا کرتے تھے۔ نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔

(۷) مکرمہ بشیراں بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم عنایت اللہ گورائیہ صاحب۔ ربوہ)

گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نیک اور سلسلہ کا درد رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ آپ مکرم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب اور مکرم صغیر احمد چیمہ صاحب آف کراچی کی بہن تھیں۔

(۸) مکرمہ مسرت تسنیم صاحبہ (اہلیہ مکرم تسنیم احمد دانش صاحب۔ رحیم یار خان) 31 مئی 2011ء کو بعارضہ کینسر 37 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ رحیم یار خان میں لجنہ اماء اللہ کی سیکرٹری اشاعت کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہی تھی۔ انتہائی نیک، خوش اخلاق اور خدمت خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(۹) مکرمہ صادقہ کھوکھر صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد انور کھوکھر صاحب ناروے) آپ مئی 2011ء میں اپنے میاں کے ہمراہ ناروے آئی تھیں۔ کچھ عرصہ سے بیمار تھیں اور ہسپتال میں زیر علاج تھیں۔ جہاں 8 جولائی 2011 کو 69 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نیک صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار با قاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی مخلص خاتون تھیں۔ لجنہ کی فعال رکن تھیں اور دوسروں کا خیال رکھتی تھیں۔ اپنی اولاد کو خلاف اور نظام جماعت سے پوری طرح وابستہ رہنے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(۱۰) مکرمہ تہذیبہ حق صاحبہ (اہلیہ مکرم مظہر الحق صاحب مرحوم۔ امریکہ)

20 جولائی 2011ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نیک سادہ صابر و شاکر، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ پسماندگان میں 9 بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم گیانی عباد اللہ صاحب مرحوم سابق مینجر الفضل کی بیٹی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 31 /اگست 2011ء بروز بدھ مسجد فضل لندن کے احاطہ میں بوقت قبل از نمازِ ظہر مندرجہ ذیل مرحومین کی نماز جنازہ وحاضر پڑھائی۔

مکرم بشیر احمد صاحب شاکر (آف ساؤتھ آل۔ یوکے) مرحوم 26 /اگست 2011 کو 87 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ انتہائی نیک، نمازوں کے پابند، جماعتی پروگراموں میں با قاعدہ حصہ لینے والے، بڑے مخلص، دعا گو اور فدائی احمدی تھے۔ مختلف حیثیتوں میں جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت رابعہ کے دور میں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن میں بھی خدمت کا موقعہ ملا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کی تدفین ہونسلو قبرستان کے قطعہ موصیان میں ہوگی۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری غلام حیدر ملہی صاحب مرحوم۔ آف بہاولنگر حال ربوہ)

15 /اگست 2011 کو 91 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ 1965 میں خاوند اور بچوں کے ہمراہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ہاتھ پر بیعت کی اور بڑی استقامت سے عہد بیعت کو نبھایا۔ 1974 اور 1984 کے نامساعد حالات میں بڑی ہمت سے مخالفت کا سامنا کیا۔ اپنے گاؤں چک نمبر 56/4-R ضلع بہاولنگر میں لجنہ اماء اللہ کا قیام عمل میں آنے پر آپ اس کی پہلی صدر منتخب ہوئیں اور متواتر کئی سال تک یہ خدمت بجالاتی رہیں۔ مرحومہ ایک فدائی احمدی، تہجد گزار اور نڈر داعیہ الی اللہ تھیں۔ غیروں کی غمی خوشی میں ہمیشہ شامل ہوتیں اور وہاں پر بھی دعوت الی اللہ کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتیں۔ بہت زیادہ ہمدرد اور غریب پرور تھیں، مستحقین کی غلہ، کپڑوں اور نقد رقوم سے مدد کرتیں اور اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتی تھیں۔ مہمان نوازی آپ کا خاص وصف تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ناصر احمد صاحب ملہی ریٹائرڈ مربی سلسلہ (نصیر آباد رحمان۔ ربوہ) کی والدہ تھیں۔

(2) مکرم محمد رشید صاحب (ابن مکرم محمد حنیف طاہر صاحب سابق کارکن فضل عمر ہسپتال ربوہ۔ حال جرمنی)

23 /جولائی 2011ء کو بعارضہ جگر کینسر ساڑھے سینتیس سال کی عمر میں جرمنی میں وفات پا گئے۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَ اِنَّـا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے انٹرمیڈیٹ کے بعد کچھ عرصہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں اور پھر پاکستان نیوی میں ملازمت کی۔ ربوہ اور کراچی قیام کے دوران خدام الاحمدیہ کے مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ تقریباً سوا سال سے کینسر کے مرض میں مبتلا تھے۔ بیماری کا تمام عرصہ بڑے صبر و تحمل اور ہمت کے ساتھ گزارا اور کبھی مایوسی کا اظہار نہیں کیا۔ نمازوں کے پابند، با قاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، نظام جماعت اور خلافت کے اطاعت گزار اور تبلیغ کا شوق رکھنے والے باوفا انسان تھے۔ تین بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے اور اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کی تدفین جرمنی کے گیروس گیراؤ قبرستان میں ہوئی۔ پسماندگان میں والد اور اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ظہور احمد صاحب مربی سلسلہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن کے برادر نسبتی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین ☆☆☆

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281, 04027172202

09849128919, 08019590070

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

اللہ تعالیٰ کا قرب عبادت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا اور عبادت کیا ہے

صرف پانچ وقت فرض نمازیں پڑھ لینا ہی کافی نہیں ہے ان نمازوں کو سنوار کر پڑھنے کی ضرورت ہے

استغفار جہاں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتا ہے اور نیک راہوں پر چلاتا ہے قرب کی راہیں بتاتا ہے وہاں انسان کی ذاتی ضروریات اور مشکلات کو دور کرنے کا موجب بھی بنتا ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13 جنوری 2012 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنَّنِیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ ۔ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّیُؤْتِ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ کَبِیْرٍ (سورہ ہود 3-4)

ترجمہ: تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ میں یقیناً تمہارے لئے اس کی طرف سے ایک نذیر اور ایک بشیر ہوں۔

نیز یہ کہ تم اپنے ربّ سے استغفار کرو پھر اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تو تمہیں وہ ایک مقررہ مدت تک بہترین سامانِ معیشت عطا کرے گا اور وہ ہر صاحبِ فضیلت کو اس کے شایانِ شان فضل عطا کرے گا اور اگر تم پھر جاؤ تو یقیناً میں تمہارے بارہ میں ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

فرمایا دنیا میں آج کل کسی نہ کسی رنگ میں تقریباً ہر جگہ ہی فساد برپا ہے اور یہ نتیجہ ہے انسان کا اپنی پیدائش کے اصل مقصد کو بھولنے کا یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش۔ اللہ تعالیٰ کا قرب عبادت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور عبادت کیا ہے صرف پانچ وقت فرض نمازیں پڑھ لینا ہی کافی نہیں ہے ان نمازوں کو سنوار کر پڑھنے کی ضرورت ہے اور صرف نمازوں کو ظاہری طور پر سنوارنے سے ہی عبادت کا حق ادا نہیں ہوتا بلکہ اپنے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کے وجود کو سامنے رکھنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کی ہر معاملے میں پیروی کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے اپنے آپ کو ان صفات میں ڈھالنے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔

حضور انور نے فرمایا حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔ آج کل کے فساد سے بچنے اور محفوظ رہنے کیلئے خالص ہو کر خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنا چاہئے۔ ایک انسان براہ راست کسی فساد اور شر میں ملوث نہیں ہوتا۔ لیکن ماحول کے زیر اثر کسی نہ کسی رنگ میں ملوث ہو رہا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے حقوق کی ادائیگی نہیں ہوتی۔ بلکہ لاشعوری طور پر ظلم کا حصہ دار بنتا ہے۔ اس کی بڑی مثال احمدیت کے مخالفین کی ہے۔ بعض لوگ جو احمدیت کو جاننے والے بھی نہیں ہیں وہ بھی ماحول کے زیر اثر مخالفت میں شریک ہوتے ہیں پس ایسے لوگوں کی نمازیں اور نیکیاں بھی اثر انداز ہو رہی ہوتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا جب دین کو دنیا کے ساتھ ملا لیا جائے اور دین میں بگاڑ پیدا ہونے لگے تو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی پامالی ہوتی ہے۔ مذہب کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے قوموں میں جب بگاڑ پیدا ہوتا ہے تو انبیاء پیدا ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے براہ راست رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بھیجا تو آپ کے ذریعہ آپ کے ماننے والوں کو عبادت کے حقیقی اسلوب سکھائے گئے اور آپ کے اسوہ کو اسوہ حسنہ قرار دیا گیا۔ دین آپ کے ذریعہ مکمل ہو گیا مگر اس کے ساتھ یہ بھی خبر دی گئی کہ ایک عرصہ گزرنے کے بعد مسلمانوں میں بھی دین سے دوری ہو گی جب یہ دوری انتہا تک پہنچی تھی تو آپ کا عاشق صادق دین کو دنیا پر قائم کرنے کیلئے آیا اور یہ سب کچھ آنحضرت ﷺ کا غلام صادق ہونے کی وجہ سے ممکن تھا لیکن افسوس کہ ابھی تک مسلمانوں کی اکثریت نے اس عاشق صادق کو نہیں مانا اور اس کے برعکس اپنی اپنی راہ نکالی ہے ایسے لوگ اسلام کی بدنامی کا موجب ہو رہے ہیں۔ آنحضرتؐ جس طرح پہلے زمانے کیلئے نذیر تھے آج بھی نذیر و بشیر ہیں کیونکہ آپ کا زمانہ قیامت تک ہے آپؐ کی پیروی میں آنے والے مسیح موعودؑ نے قرب الٰہی کے حصول کے جو طریق بیان فرمائے ہیں ان میں سے ایک استغفار اور توبہ ہے۔ حضرت مسیح موعود نے استغفار اور توبہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ مشکل کام کیونکر حل ہو۔ اس کا علاج خود ہی بتلایا وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یاد رکھو کہ دو چیزیں اس اُمت کو عطا فرمائی گئی ہیں ایک قوت حاصل کرنے کے واسطے دوسری حاصل کردہ قوت کو عملی طور پر دکھانے کے لئے۔ قوت حاصل کرنے کے واسطے استغفار ہے جس کو دوسرے لفظوں میں استمداد اور استعانت بھی کہتے ہیں۔ صوفیوں نے لکھا ہے کہ جیسے ورزش کرنے سے مثلاً مگدر اور موگریوں کے اُٹھانے اور پھیرنے سے جسمانی قوت اور طاقت بڑھتی ہے اسی طرح پر روحانی مگدر استغفار ہے۔ اس کے ساتھ روح کو ایک قوت ملتی ہے اور دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے۔ جسے قوت لینی مطلوب ہو وہ استغفار کرے غفر ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے ہیں۔ استغفار سے انسان جذبات اور خیالات کو ڈھانپنے اور دبانے کی کوشش کرتا ہے جو خدا تعالیٰ سے روکتے ہیں پس استغفار کے یہی معنے ہیں کہ زہریلے مواد جو حملہ کر کے انسان کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اُن پر غالب آوے اور خدا تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری کی راہ کی روکوں سے بچ کر انہیں عملی رنگ میں دکھائے۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں دو قسم کے مادے رکھے ہیں ایک سمی مادہ ہے جس کا موکل شیطان ہے اور دوسرا تریاقی مادہ ہے جب انسان تکبر کرتا ہے اور اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے اور تریاقی چشمہ سے مدد نہیں لیتا تو سمی قوت غالب آجاتی ہے لیکن جب اپنے تئیں ذلیل و حقیر سمجھتا ہے اور اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت محسوس کرتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک چشمہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے اس کی روح گداز ہو کر بہہ نکلتی ہے اور یہی استغفار کے معنے ہیں یہ کہ اُس وقت کو پا کر زہریلے مواد پر غالب آجاوے۔

غرض اس کے معنی یہ ہیں کہ عبادت پر یوں قائم رہو۔ اوّل رسول کی اطاعت کرو۔ دوسرے ہر وقت خدا سے مدد چاہو۔ ہاں پہلے اپنے ربّ سے مدد چاہو۔ جب قوت مل گئی توبوا الیہ یعنی خدا کی طرف رجوع کرو۔

استغفار اور توبہ دو چیزیں ہیں۔ ایک وجہ سے استغفار کو توبہ پر تقدم ہے کیونکہ استغفار مدد اور قوت ہے جو خدا سے حاصل کی جاتی ہے اور توبہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہے عادۃ اللہ یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے مدد چاہے گا تو خدا تعالیٰ ایک قوت دے گا اور پھر اس قوت کے بعد انسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاوے گا اور نیکیوں کے کرنے کیلئے اُس میں ایک قوت پیدا ہو جاوے گی جس کا نام توبوا الیہ ہے۔ اس لئے طبعی طور پر بھی یہی ترتیب ہے غرض اس میں ایک طریق ہے جو سالکوں کیلئے رکھا ہے کہ سالک ہر حالت میں خدا سے استمداد چاہے۔ سالک جب تک اللہ تعالیٰ سے قوت نہ پائے گا کیا کر سکے گا۔ توبہ کی توفیق استغفار کے بعد ملتی ہے اگر استغفار نہ ہو تو یقیناً یاد رکھو کہ توبہ کی قوت مر جاتی ہے۔ پھر اگر اس طرح پر استغفار کرو گے اور پھر توبہ کرو گے تو نتیجہ یہ ہوگا یمتعکم متاعًا حسناً الی اجل مسمی سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اگر استغفار اور توبہ کرو گے تو اپنے مراتب پا لو گے۔ ہر ایک شخص کیلئے ایک دائرہ ہے جس میں وہ مدارج ترقی کو حاصل کرتا ہے۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء ص ۱۰)

فرمایا: آج دنیا داروں کی بداعمالیاں مختلف ملکوں میں فتنہ و فساد کی وجہ ہیں اس لئے ہمیں بہت دُعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فسادوں سے محفوظ رکھے۔ پس استغفار جہاں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتا ہے اور نیک راہوں پر چلاتا ہے۔ قرب کی راہیں بتاتا ہے وہاں انسان کی ذاتی ضروریات اور مشکل کو دور کرنے کا موجب بھی بنتا ہے استغفار کے ذریعہ انسان اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کا وارث بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل سے امام الزمان کی بیعت کی توفیق دی ہے اس سے حقیقی فیض حاصل کرنے کیلئے ہمیں بکثرت استغفار کرتے رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

Tanveer Akhtar 08010090714
Rahmat Eilahi 09990492230

ADEEBA APPAREL'S

Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI
House No. 1164, Gali Samosaan Farash Khana Delhi- 110005

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091)1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA
Vol. 61 Thursday 19/26 Jan 2012 Issue No.3-4

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 40 Pounds or 60 U.S. $
: 45 Euro
:65 Canadian Dollar

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کے بعد ہماری ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں کہ ہمارا ہر قول و فعل نیکیاں بکھیرنے والا ہو۔

للہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ متقیوں اور راست بازوں ہی کے شامل حال ہوا کرتا ہے۔ اپنے اخلاق اور اطوار ایسے نہ بنائوجن سے اسلام کو داغ لگ جاوے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 20 جنوری 2012 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ آل عمران کی مندرجہ ذیل آیات پڑھیں۔

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِی الْخَيْرٰتِ وَاُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔
وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ۔

ترجمہ: وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور یوم آخر پر اور اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہی ہیں وہ جو صالحین میں سے ہیں۔

اور جو نیکی بھی وہ کریں گے تو ہرگز ان سے اس کے بارہ میں ناشکری کا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ اور اللہ متقیوں کو خوب جانتا ہے۔

(سورۃ آل عمران آیت 116-115)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومنوں کی نشانی نیکی کا حکم دینا اور اس میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ احسان ہے کہ اُس نے اس فساد زدہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے اور ہمیں یہ توفیق دی کہ آپ کو مان کر اللہ تعالیٰ کے بتائے گئے طریق کے مطابق اپنے ایمان کو اُس معیار پر لائیں جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ میں ہم سے توقع کی ہے۔

حضور انور نے اس آیت کی تشریح بیان کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا مندرجہ ذیل اقتباس پیش فرمایا:

”زبان کو جیسے خدا تعالیٰ کی رضامندی کے خلاف کسی بات کے کہنے سے روکنا ضروری ہے اسی قدر امر حق کے اظہار کیلئے کھولنا لازمی امر ہے يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ مومنوں کی شان ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے سے پہلے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنی عملی حالت ثابت کر دکھائے کہ وہ اس قوت کو اپنے اندر رکھتا ہے کیونکہ اس سے پیشتر کہ وہ دوسروں پر اپنا اثر ڈالے اس کو اپنی حالت اثر انداز بھی تو بنانی ضروری ہے پس یاد رکھو کہ زبان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کبھی مت روکو ہاں محل اور موقع کی شناخت بھی ضروری ہے۔ اور انداز بیان ایسا ہونا چاہیئے جو نرم ہو اور سلاست اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور ایسا ہی تقویٰ کے خلاف بھی زبان کا کھولنا سخت گناہ ہے۔“

(الحکم جلد نمبر 11 مورخہ 24 مارچ 1901 صفحہ 4)

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کے بعد ہماری ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں کہ ہمارا ہر قول و فعل نیکیاں بکھیرنے والا ہو۔ کہیں ہم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے نہ بن جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ جس قدر کوئی شخص قرب حاصل کر چکا ہے اُسی قدر مواخذہ کے قابل ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ دینی علوم جماعتی خدمات اور عہدے ہمیں مواخذہ سے بچا نہیں سکتے اگر ہمارے اعمال خدا کی تعلیم کے مطابق نہ ہوں۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ صرف بیعت کرنے سے منعمین کے انعامات کے وارث نہیں ہو سکتے۔ یقیناً سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ پیارے نہیں جن کی پوشاکیں عمدہ ہیں بلکہ وہ پیارے ہیں جو خالص خدا کیلئے ہو جاتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ پس ہمیں بہت دعا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم مومن کی اس تعریف کی حقیقی تصویر تبھی بن سکتے ہیں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند نصائح جو آپؑ نے وقتاً فوقتاً اپنی جماعت کو کیں بیان فرمائیں اور بتایا کہ یہ نصائح دینی اور روحانی حالتوں کو سنوارنے اور دنیاوی ترقی کے لئے بھی ضروری ہیں اگر ہم آپؑ کی باتوں پر پوری طرح توجہ کر کے ان پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو ہم حقیقی مطیع نہیں کہلا سکتے۔ آج بہت بڑا کام اسلام کا پیغام ساری دنیا کو دینا ہے ہمیں اس کے لئے اپنے آپ کو نمونہ بنانا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں اپنے قول و فعل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر نرے قیل و قال اور ریاکاری کی طرف ہی توجہ ہو تو دوسرے لوگوں اور ہم میں کیا امتیاز ہوگا تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایسی چمک ہو کہ دوسرے اس کو قبول کریں۔ حضور انور نے فرمایا پس یہ نفس کی ظاہری اور باطنی صفائی کی چمک ہے جو ہم نے اپنی حالتوں میں پیدا کرنی ہے تاکہ اُس عہد بیعت کو نبھانے والے بن سکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر ہم صرف نری باتیں ہی باتیں کرتے ہیں تو کچھ فائدہ نہیں۔ فتح کے لئے تقویٰ ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ متقی کو پیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو۔ سب اللہ کے بندے ہیں کسی پر ظلم نہ کرو۔ نہ تیزی کرو۔ نہ کسی کو حقارت سے دیکھو۔ جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔ فرمایا غصہ مغضوب الغضب ہو کر نہیں آنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اس میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اُس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے اگر نہیں تو وہ مورد غضب الٰہی ہوگا۔ ناپاک دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا۔ پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اس لئے کہ تخم ریزی کی جاوے تا وہ پھل دار درخت بن جائیں۔ اگر ہماری جماعت ایسی ہے کہ اُس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو خاتمہ بالخیر نہیں ہوگا۔ فرمایا بدر کی فتح کی پیشگوئی ہو چکی تھی پھر بھی آنحضرت ﷺ رو رو کر دعا مانگتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے سبب پوچھا آپؐ نے فرمایا وہ ذات غنی ہے۔ ممکن ہے وعدہ الٰہی میں کوئی مخفی شرط ہو۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپؐ کے ساتھ شرائط ہیں تو باقی اور کون ہیں جن کے ساتھ یہ شرائط نہ ہوں۔ اپنے آپ کو پاک کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

فرمایا حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اہل تقویٰ کیلئے شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں بڑے بڑے عارف اور صدیقین کیلئے غضب سے بچنا ہی آخری کڑی ہے۔ غضب اُس وقت ہوگا جب انسان خود کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے اور چھوٹا کون ہے ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اُس کی ہلاکت کا موجب بنے۔ بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ اُس کی دلجوئی کرے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ولا تنابزو باالالقاب (الحجرات:١٩)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں: ”تم ایک دوسرے کی چڑ کے نام نہ ڈالو یہ فعل فساق و فجّار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اس طرح مبتلا ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو جب کل ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے“۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897 صفحہ 49-50)

حضور انور نے صابروا ورابطوا کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کا مندرجہ ذیل اقتباس پیش فرمایا:

”جس طرح دشمن کے مقابلہ پر سرحد پر گھوڑا ہونا ضروری ہے تاکہ وہ حد سے نہ نکلنے پاوے۔ اسی طرح تم بھی تیار رہو ایسا نہ ہو کہ دشمن سرحد سے گذر کر اسلام کو صدمہ پہنچائے...... اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو جس سے خود تم خدائے تعالیٰ کی پناہ کے حصن حصین میں آسکو اور پھر تم اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں کی بیرونی طاقت کیسی کمزور ہوگئی ہے۔ قومیں اُن کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اگر تمہاری اندرونی اور قلبی طاقت بھی کمزور اور پست ہوگئی۔ تو بس پھر تو خاتمہ ہی سمجھو۔ تم اپنے نفسوں کو ایسے پاک کرو کہ قدسی قوت ان میں سرایت کرے۔ اور وہ سرحد کے گھوڑوں کی طرح مضبوط اور محافظ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ متقیوں اور راست بازوں ہی کے شامل حال ہوا کرتا ہے۔ اپنے اخلاق اور اطوار ایسے نہ بناؤ جن سے اسلام کو داغ لگ جاوے۔ بدکاروں اور اسلام کی تعلیم پر عمل نہ کرنے والے مسلمانوں سے اسلام کو داغ لگتا ہے۔ کوئی مسلمان شراب پی لیتا ہے تو کہیں قے کرتا پھرتا ہے۔ پگڑی گلے میں ہوتی ہے موریوں اور گندے نالوں میں گرتا پھرتا ہے۔ پولیس کے جوتے پڑتے ہیں۔ ہندو اور عیسائی اُس پر ہنستے ہیں۔ اب اُس کا ایسا خلاف شرع فعل اُس کی ہی تضحیک کا موجب نہیں ہوتا بلکہ در پردہ اُس کا اثر نفس اسلام تک پہنچتا ہے۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897 صفحہ 80-81)

خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور نے حقیقی احمدیوں سے خدا تعالیٰ کا وعدہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کا دیگر لوگوں پر غلبے کا وعدہ موجود ہے یہ وعدہ ابن مریم سے ہوا تھا مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی ہے لیکن نفس امارہ والے اس درجہ کو نہیں پا سکتے۔ جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اگر وہ اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہیں تو پھر میں اتنا ہی کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک امارہ اور لوامہ سے نکل کر مطمئنہ کے معیار تک نہ پہنچ جاؤ۔ حضور انور نے فرمایا یہ وہ چند نصائح ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو کیں۔ خوش قسمت ہیں وہ جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت سے فیض پایا اور ہم بھی خوش قسمت ہیں اللہ کرے کہ ہم ان لوگوں میں سے ہوں جو نیکیاں کرنے والے اور نیکیوں میں آگے قدم بڑھانے کی کوشش کرنے والے ہیں۔ ہم پر یہ فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بنتے ہوئے تقویٰ پر قدم مارنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆